مزارات پر عورتوں کی حاضری

مجددِ برحق اعلحضرت
امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی

ادارۂ تصنیفاتِ امام احمد رضا کراچی

جلی النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور

المعروف

مزارات پر عورتوں کی حاضری

مُصنّف

اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تحشیہ

مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی

ناشر

ضیاء الدین پبلیکیشنز

جی، کے ۱۷/۴، نزد شہید مسجد کھارادر، کراچی نمبر ۲،
فون نمبر:- ۲۰۱۸۲۴

نام کتاب ـــــــــ مزارات پر عورتوں کی حاضری

مصنّف ـــــــــ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر ـــــــــ ضیاء الدّین پبلیکیشنز کراچی

قیمت ـــــــــ

ملنے کا پتہ :-

ضیاء الدّین پبلیکیشنز

نزد شہید مسجد جی، کے ۱۷/۴، کھارادر کراچی ۲

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	اعلیحضرت کی فقیہانہ شان	۵
۲	حرفِ آغاز	۱۶
۳	قدیم علماء کی طرف سے عورتوں کے لیئے زیارتِ قبور کی ممانعت	۲۵
۴	حضورِ اکرم کی طرف سے عورتوں کو نمازِ عید پڑھنے کا حکم	۲۶
۵	حضورؐ کا حکم عورتوں کو مسجد سے نہ روکو	۲۷
۶	محفلِ وعظ اور جماعت میں عورتوں کی شرکت نا جائز ہے	۲۷
۷	حضرت عائشہ اور تابعین کی طرف سے ممانعت	۲۹
۸	حضرت عمرؓ کی طرف سے ممانعت	۳۰
۹	جوان و بوڑھی عورتوں کے لیئے جماعت میں شرکت سے ممانعت	۳۱
۱۰	عبداللہ ابنِ عمرؓ کا کنکریاں مار کر عورتوں کو مسجد سے نکالنا	۳۱
۱۱	خرابی کے اسباب کو دور کرنا اہم ہے	۳۳
۱۲	اپنے نفس پر اعتماد کرنے والا احمق ہے	۳۵
۱۳	نیک و بد میں فرق مشکل ہے	۳۷
۱۴	عورتوں کے لیئے زیارتِ قبور کی ممانعت	۳۸

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۵	نماز کے لیئے عورتوں کا نکلنا مکروہ ہے	۳۹
۱۶	فقہ کا حکم غالب کے اعتبار پہ ہوتا ہے	۴۲
۱۷	حنفی علماء نے حکم مطلق رکھا ہے	۴۵
۱۸	عورتوں کے لیئے جماعت میں شمولیت مکروہ ہے	۴۵
۱۹	عورتوں کے لیئے زیارتِ قبور کی ممانعت عام ہے	۴۶
۲۰	زیارتِ قبور کی عورتوں کو اُس وقت اجازت تھی جب مسجد میں جانا مباح تھا۔	۴۸
۲۱	قبروں پر جانے والی عورتیں مستحق لعنت ہیں	۵۰
۲۲	حضرت زبیرؓ نے اپنی زوجہ کو مسجد جانے سے روک دیا	۵۱
۲۳	یہ ممانعت رفع شر کے لیئے ہے	۵۳
۲۴	عورت کی جماعت میں شرکت منع ہے۔	۵۴
۲۵	زیارت قبور عورتوں کے لیئے حرام ہے	۵۵
۲۶	شوہر صرف چند مقامات پر جانے کے لیئے عورت کو اجازت دے	۵۶
۲۷	محض زیارت قبر اور زیارتِ قبور کے لیئے نکلنے میں فرق	۵۸
۲۸	عورتوں کا زیارتِ قبور کے لیئے جانا مکروہِ تحریمی ہے	۶۰
۲۹	جنازے میں شرکت کی ممانعت	۶۱
۳۰	زیارت قبر سے منع کرنے اور منع نہ کرنے میں تطبیق	۶۲
۳۱	اللہ کی طرف بلانے والا صرف مرد ہی ہو سکتا ہے۔	۶۳

اعلیحضرت کی فقیہانہ شان

از :- رشحاتِ قلم، علامہ محمد اعظم سعیدی

جس وقت مجھے یہ کام سونپا کہ میں "حمل النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور" پر ابتدائیہ لکھوں تو اس وقت میں اپنی ایک کتاب کی دیکھ بھال میں مصروف تھا۔ مگر اِدھر سے یہ اصرار بھی تھا کہ یہ ابتدائیہ تحریر کر کے دُوسرے دن واپس کردوں۔ جب کہ اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کی کسی تحریر پر ابتدائیہ لکھنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ اعلیحضرت کی درجن بھر کتابوں کے نئے ایڈیشن چونکہ فقیر کی دیکھ بھال میں نکلے ہیں اس لیئے مجھے آپ کے قلم اور تحقیق کے رنگ سے کچھ واقفیت حاصل ہو گئی تھی۔ پھر بھی آپ کی فی البدیہہ تحریر پر سوچ سمجھ کر لکھنا اور وہ بھی مجھ جیسے بے علم کے قلم سے ..... بہرحال دو دن کی مہلت طلب کی اور تیسرے دن ابتدائیہ لکھ کر دینے کا وعدہ کیا مگر بقول خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ :- "تھیسی اوہا جیہڑی رب گھنڑیں"

ابتدائیے کا مسودہ اور چند دیگر قیمتی کاغذات و قلمی مسودے گاڑی سے کہیں گر گئے میرے اندر خامی یہ ہے کہ میرا رنگ اور فیئر ایک ہی ہوتا ہے مسودات کی گمشدگی پر ذہنی طور پر بہت پریشان ہوا اور قلبی ملال بھی ہوا۔ اب یہ ابتدائیہ دوبارہ قلم برداشتہ لکھ رہا ہوں۔ یعنی بہت عجلت میں اور مجھے تسلیم ہے کہ میں ابتدائیہ لکھنے کا حق ادا نہیں کر سکا۔ اس کی وجہ صرف اور صرف قلت وقت اور تقاضائے بروقت ہے۔

اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی فقیہانہ شان مسلّم ہے اور اس میں مجددانہ اور محققانہ رنگ واضح اور عیاں ہے۔ فقیہ میں ایک خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ نفسِ مسئلہ میں تشریح و توضیح اور تحقیق کے ہر زاویہ کو زیرِ نظر رکھتے ہیں۔ نیز مسئلہ کے شرح و بسط کے بیان میں اس کے معاشرتی حسن و قبح کو بھی مدِنظر رکھتے ہیں۔ جب کہ مفتی اس کے برعکس صرف نفسِ مسئلہ کی توضیح کرتا ہے۔

فقہ میں خصوصًا اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے تبحرِ علمی کے تو اغیار بھی قائل ہیں لیکن بعض باتیں ایسی ہیں کہ جنہیں عاقبت نااندیش یاروں اور اغیاروں نے مل کر اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے کھاتے میں ڈال دی ہیں۔ جبکہ آپ ان باتوں کے اتنے ہی سخت مخالف تھے جتنے کہ اغیار کے تصور میں بھی نہ تھا بہت سی بدعات اور امور ایسے ہیں کہ جن کو اعداء نے اعلیٰحضرت سے منسوب کر دیا اور اس کی آڑ لے کر اہلِ سنّت کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا گیا۔ حالانکہ وہ امور اہلِ سنت کے معمول نہ تھے۔ صرف جہلاء کی خرافات تھے یا ان کی ظنی عقیدت کے منتہا تھے۔

اس سلسلے میں شیدایانِ اعلیٰحضرت سوچ رہے تھے کہ اب کیا کیا جائے اور ان الزامات کا منہ توڑ جواب کس طرح دیا جائے؟ کیونکہ اغیار تو بدعات و منکرات کے تیر اپنے ترکش سے نکال کر مشقِ تیر زنی ہم پہ کر رہے ہیں۔ حالانکہ اہلِ سنّت ان بدعات کے مجرم نہیں بلکہ صرف ملزم ہیں۔ اور الزام بھی ایسا کہ جس سے اہلسنت کا دامن بالکل منزّہ ہے۔ اسی اثناء میں ہندوستان کے مردِ مجاہد مولانا یٰسین اختر مصباحی نے کمرِ ہمت کسی اور "اعلیٰحضرت اور ردِّ بدعات و منکرات" لکھ کر اہلسنت کے لیئے بدعت کی انگشت نمائی کرنے والوں کی انگشت زنی کر دی اور انہیں یہ سوچنے پہ مجبور کر دیا کہ بدعات و منکرات کے متعلق جب مولانا احمد رضا خان کے نظریات سامنے آچکے ہیں تو کیا اب بھی ہم ان پہ بدعتی ہونیکا الزام چسپاں کر سکتے ہیں؟

یہ لوگ (اغیار) ابھی فکر و مخمصہ میں غلطاں تھے کہ بہاول پور کے جوان فکر و جواں ہمت نوجوان محقق صاحبزادہ محمد فاروق القادری ایم اے گولڈ میڈلسٹ و سجادہ نشین گڑھی شریف کی تصنیف لطیف "اعلیحضرت اور امورِ بدعات" منظرِ عام پر آگئی۔ جس سے طعن و تشنیع کرنے والوں کی زبانیں گنگ ہوگئیں۔ اور جو بدعات و منکرات اعلیحضرت کی طرف منسوب کرکے اہلِ سنت پر زبانِ طعن دراز کرتے تھے وہ ورطۂ حیرت میں بغلیں جھانکنے لگے اور ان کے بڑے بڑے نامور جغادری اپنی نجی محفلوں میں یہ کہتے سُنے گئے کہ مولانا احمد رضا خاں تو امورِ بدعات و منکرات کے اتنے سخت مخالف نکلے کہ ہمارے بڑے بھی بعض بدعات سے متعلق اتنی سختی کے قائل نہ تھے۔ جبکہ اعلیحضرت نے بہت پہلے اس کے خلاف فتویٰ صادر فرما دیا تھا جو کہ ۱۳۳۸ھ میں تحفہ حنفیہ کے کسی شمارے میں چھپ چکا تھا۔

زیرِ نظر کتاب "جمل النور فی نہی النساء عن زیارت القبور" جو کہ عورتوں کے لیئے زیارتِ قبور کے عدم جواز میں ہے، یہ دراصل اعلیحضرت کے دو فتوے ہیں پہلا چند سطری فتویٰ تو بہ حیثیت مفتی کے عطا فرما دیا جس میں صرف نفسِ مسئلہ کی حقیقت کو نہایت ہی اختصار کے ساتھ آشکارا کیا گیا ہے مگر جب اس پر کچھ کلام کرکے مزید تشریح طلب کی گئی تو پھر آپؒ نے اس پر بہ حیثیت مفتی کے نہیں بلکہ بحیثیت فقیہہ کے کلام فرمایا اور اس کی تمام جزئیات و ظہور پذیر ہونے والے مفاسدات پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔

زیارتِ قبور کے لیئے عورتوں کے جانے کے جواز میں اگرچہ کافی شواہد و دلائل موجود ہیں اور بعض بلکہ بیشتر متقدمین و متاخرین نے بعض احادیث و اقوال و آثارِ صحابہؓ سے بھی استفادہ کیا ہے اور حصولِ برکت کے لیئے مزاراتِ صالحین پر عورتوں کو جانے کی رخصت دی ہے۔ مثلاً امّ المومنین حضرت

بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روضۂ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری پھر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پہلوئے نبوی میں مدفون ہوئے تو بھی بی بی عائشہ صدیقہ بغیر کسی حجاب و پردہ کے تشریف لیجاتی تھیں۔ مگر جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ روضۂ اقدس میں مدفون ہوئے تو پھر ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا چادر اوڑھ کر قبرِ انور کی زیارت کے لیئے جاتی تھیں۔

اسی طرح کشف بزدوی میں یہ روایت بھی موجود ہے کہ اُم المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور کی زیارت تو ہر وقت کرتی تھیں لیکن جس وقت آپ حج پر تشریف لیجاتی تھیں تو اثنائے سفر راستے میں جب وہ مقام آتا جہاں آپ کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما مدفون ہیں تو آپ اپنے بھائی کی قبر شریف پر تشریف لیجاتی تھیں نیز مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے حکم دیا تھا کہ جب تم زیارتِ قبور کے لیئے قبرستان میں جاؤ تو پہلے اہلِ قبور کو سلام کیا کرو۔ اس کے علاوہ بھی عورت کے قبرستان یا مساجد میں جانے کے اور بھی بہت سے شواہد ہیں مشہور صحابیہ حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا نے جب امیر المومنین حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہٗ سے نکاح کیا تھا تو حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا نے نکاح سے پہلے یہ شرط رکھی تھی کہ آپ مجھے مسجد میں جانے سے منع نہیں فرمائیں گے۔

نیز سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مساجد میں صفوف نماز کی قطار میں عورت کو بعد میں رکھا ہے۔ فرمایا "خیر الصوف النّساء اٰخرھا وشرّھا اولھا" مطلب یہ کہ عورتوں کی آخری صف تو خیر ہے مگر ان کی پہلی صف شر ہی شر ہے۔ اگرچہ فاروقی دور میں عورتوں کے مسجد میں داخلے پر سختی برتی گئی ہے۔ لیکن امامِ اعظم

ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک فجر، مغرب اور عشاء کی نمازوں کیلئے عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت ہے۔ اسی طرح مسلم شریف و بخاری میں حضرت اُمِ عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہمیں جنازوں کے پیچھے پیچھے جانے سے منع فرمایا گیا تھا۔ مگر یہ نہی قطعی نہیں تھی۔

عورتوں کے مساجد میں آنے یا نہ آنے کا مسئلہ اگرچہ زیارتِ قبور سے غیر متعلق ہے مگر اس کتاب کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے ان ہر دو معاملات کو باہم مربوط کیا ہے اور ایک شق کو دوسری جہت کیلئے بطورِ استناد کے استعمال فرمایا ہے۔

زیارتِ قبور کے لیئے عورتوں کی رخصت پر شواہد کے سلسلے میں مختصر سی تفصیل یہ ہے کہ صحیح مسلم شریف میں بہ روایت حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما ایک ایسی سند موجود ہے کہ جس سے زیارتِ قبور کے لیئے عورتوں کے جانے کا جواز ملتا ہے۔

عبدالرزاق اور امام احمد بن حنبل نے اپنی اپنی مسانید میں اس روایت کو عبداللہ ابنِ عمر کے بجائے خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ نیز صحیح مسلم کی ایک اور روایت بھی اسی طرح کی ہے جس کی تشریح میں امام نووی علیہ الرحمۃ نے بڑی فراخ دلی سے فرمایا ہے کہ یہ روایت اس بات کا ثبوت بہم پہنچاتی ہے کہ عورتیں مزارات کی زیارت اور حصولِ برکت کے لیئے جا سکتی ہیں۔ زیارتِ قبور کے لئے عورتوں کے جواز میں ۹ شہادتیں پیچھے گذر چکی ہیں۔ (۱۰) اسی طرح صحیح بخاری میں بھی ایک ایسی ہی روایت موجود ہے اور صاحب فتح الباری شارح بخاری نے اپنی تشریح میں اسی حدیث سے عورتوں کے لیئے مزارات پر حاضری دینے کو جائز قرار دیا ہے۔

۱۱، ۱۲۔ اور صحیحین یعنی مسلم و بخاری میں حضرت اُمِ عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی عورتوں کی زیارتِ قبور سے متعلق حدیث کو بطورِ استشہاد کے نقل فرمایا ہے۔

۱۳ ۔بھر صاحب بحرالرائق ۱۴ ۔صاحب غنیۃ علامہ محقق ابراہیم حلبی ۱۵ ۔ امام تمی۔
۱۶ ۔تاتار خانیہ ۱۷ ۔عالمگیری ۱۸ ۔جامع الرموز ۱۹ ۔مختار الفتاوی ۲۰ ۔کشف الغطاء
۲۱ ۔سراجیہ ۲۲ حاشیہ زبدۃ السراجیہ للمفتی محمد عبدالواحد خانپوری ۲۳ درمختار۔
۲۴ فتح المنان ۲۵ ۔ردالمحتار ۲۶ ۔منحۃ الخالق نے زیارتِ قبور کے لیئے عورتوں کے جانے کو جائز لکھا ہے۔ البتہ ردالمحتار اور منحۃ الخالق نے یہ لکھا ہے کہ بوڑھی عورتوں کو قبورِ صالحین سے برکت حاصل کرنے کی اجازت ہے مگر نوجوان عورتوں کا جانا مکروہ ہے۔ اس مؤخرالذکر جملہ سے بعض اصحابِ فتاویٰ نے مکروہِ تحریمی مراد لیا ہے اور بعض نے مکروہِ تنزیہی اور بعض نے تو یہ کہا ہے کہ نوجوان عورت قبورِ صالحین سے برکت لینے کے لیئے نہ جائے تو بہتر ہے۔ اور اگر جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

۲۷ ۔مولانا فضلِ رسول بدایونی نے اپنی مشہور کتاب تصحیح المسائل میں ایسے سوؔ سے زائد اقوال وشواہد جمع فرمائے ہیں جو کہ زیارتِ قبور کے لیئے عورتوں کے جانے پر جواز میں ہیں۔ اتنی ساری تفصیل عرض کرنے کا مدعا یہ تھا کہ قارئین اب جس کتاب کو پڑھنے والے ہیں ان کو معلوم ہو جائے کہ اس مسئلہ میں متقدمین و بعض متاخرین اسلاف کی کیا رائے تھی اور اعلیحضرت فاضل بریلویؒ نے ان جملہ حضراتِ فکر وعمل کی آراء سے اختلاف کیوں کیا اور اس کی بنیاد آپؒ نے کس چیز کو بنایا ہے۔

دراصل اعلیحضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے حالات زمانہ کو مدِ نظر رکھ کر متقدمین و متاخرین اسلاف کی آراء سے اختلاف فرمایا ہے اور وہ بھی اس حسین انداز میں کہ اپنے نقطۂ نظر کی تائید میں بھی انہیں متقدمین و متاخرینِ اسلاف یا ان کے ہمعصر وہمسر کے اقوال لائے ہیں۔ اگرچہ بظاہر یہ ایک اچھا کام تھا کہ مزاراتِ اولیائے کرام پر حاضری دیں اور ان قبورِ صالحین سے فیض وبرکت کا اکتساب کریں۔ مگر اس فعل میں فی زمانا خیر سے زیادہ شر کا اندیشہ ہے۔ آثارِ صحابہ کرام و آرائے فقہائے

وآئمہ عظام اس امر پر شاہد ہیں کہ ایسے امور و افعال جو شرعِ اسلام میں مروّج اور جائز تھے اور باعثِ خیر تھے مگر بعد قرنِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ان افعال سے خیر کی بجائے شر کے زیادہ پھیلنے کا اندیشہ ہوا تو صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے ان افعال شرع سے یا تو کلی طور پر منع فرما دیا، یا پھر اس کی ہیئت بدل دی۔ کیونکہ ان میں حصول اصلاح و خیر کا عنصر بہت کم تھا جب کہ مفسدہ بہت زیادہ تھا۔

مثلاً زمانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عورتوں کا مساجد میں جانا درست تھا۔ جماعت کے ساتھ پانچ وقتہ نماز ادا کرنے کا انہیں بھی حکم تھا۔ بلکہ ایک وقت تو یہ مشاہدہ بھی ہوا کہ مسجدِ نبوی شریف میں مردوں کے ساتھ ساتھ جماعت میں ایک سو ستّر عورتیں بھی شریک و شامل تھیں" اسکی تفصیل اسی کتاب میں دیکھی جا سکتی ہے"۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مقدس دور میں عورتوں کی جماعت میں حاضری کو نہ تو بُرا فرمایا اور نہ ہی کبھی منع فرمایا۔ دورِ خلافت میں بھی اسی طرح عمل رہا۔ لیکن حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دور میں کچھ حالات تبدیل ہو گئے تو آپ کی دُوربین و دور اندیش نگاہوں نے دیکھا کہ عورتوں کا گھر سے نکلنا حصولِ خیر کے لیئے، اس میں اکتسابِ خیر کم ہے جبکہ شر فزوں تر ہے اور آپؓ نے پردے کی پابندی بلکہ چہار دیواری میں بند رہنے کا سختی سے حکم فرما دیا۔ پھر ایک مرحلہ ایسا بھی آیا کہ عورتوں کو گھر سے نکلنے اور پانچ وقتہ نماز کی جماعتوں میں شرکت سے منع فرما دیا۔ پھر آپؓ کے نامور فرزندِ ارجمند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہٗ کا عمل اس سے بھی زیادہ پُرشاہد ہے۔ حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔ جسے عینی نے جلد ۳ میں اس طرح نقل کیا ہے: وقال ابن مسعودٍ ..... وکان ابن عمر رضی اللّٰہ عنہما یقول یحصب النساء یوم الجمعۃ یخرجھن من المسجد، ..... وکان ابراھیم النخعی التابعی یمنع نساءہ الجمعۃ والجماعۃ، جس کا مفہوم یہ ہے

کہ حضرت عبد اللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما جمعہ کے دن کھڑے ہو کر عورتوں کو کنکریاں مارتے تھے اور ان کو مسجد سے باہر نکال لیتے تھے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ، جو کہ مشہور تابعی اور اپنے دَور کے نامور فقیہہ تھے، اپنے گھر کی خواتین کو جمعہ و عیدین کے لیئے نہ جانے دیتے تھے اور نہ ہی پانچ وقتہ نماز کی جماعت میں شرکت کی اجازت دیتے تھے۔ ابراہیم نخعی امامِ اعظم ابوحنیفہ کے استاذ الاستاذ ہیں۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں عورتیں نمازِ جمعہ اور عیدین با جماعت پڑھتی تھیں۔ نیز بسا اوقات تو نمازِ جنازہ جو کہ فرضِ کفایہ ہے اس کی جماعت میں بھی شرکت فرماتی تھیں اور جب جنازہ اٹھتا تھا تو پیچھے پیچھے عورتیں چلتی تھیں اگرچہ بعد میں حیاتِ نبوی میں ہی جنازے کے ساتھ عورتوں کے جانے کو منع کر دیا گیا تھا مگر نماز میں شرکت کی اجازت تھی اور جمعہ و عیدین کی جماعتوں میں تو صرف شمولیت کی اجازت ہی نہ تھی۔ بلکہ بالفاظ مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی" حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام نے نساء کو عیدین باجماعت ادا کرنے کی سخت تاکید فرمائی تھی۔ صحیح مسلم شریف و بخاری میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی یہ روایت اسی زیرِ نظر کتاب میں موجود ہے۔ امرنا ان نخرج الحیض یوم العیدین وذات الخدور فیشھدن جماعۃ المسلمین و دعوتھم وتعتزل الحیض عن مصلاھن قالت امراۃ یارسول اللہ.... احدانا لیس لھا جلباب قال لتلبسھا صاحبتھا من جلبابھا، ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم صادر فرمایا تھا کہ عیدین کے روز ہم مستحاضہ عورتوں کو بھی نمازِ عید کی باجماعت ادائیگی کے لیئے گھروں سے نکالیں اور پردہ دار خواتین کو بھی نکالیں۔ تاکہ وہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کی دعا میں شامل و حاضر ہوں۔ جب کہ مستحاضہ عورتیں جائے نماز" عید گاہ" کے

پاس یعنی کنارے کنارے رہیں۔ دریں اثناء ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے کچھ عورتیں ایسی بھی ہیں کہ جن کے پاس اوڑھنے کو چادر نہیں ہے. تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساتھ والی اپنی چادر کا ایک حصّہ اس کو اوڑھا دے۔

اسی طرح صحیح بخاری شریف کتاب الجمعہ میں حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی یہ قول رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے:
لاتمنعوا اماء اللّٰہ مساجد اللّٰہ کہ اللہ تعالےٰ کی بندیوں کو مسجدیں آنے سے نہ روکو۔

اسلاف متقدمین ومتاخرین نے ان شواہد ہی سے یہ استناد فرمایا ہے کہ جب عورت مسجد میں پانچ وقتہ نماز با جماعت کی ادائیگی کے علاوہ جمعہ وعیدین کے لیئے بھی جا سکتی ہیں تو پھر زیارت قبورِ صالحین کے لیئے بھی انہیں جانے کی اجازت حاصل ہونی چاہیئے اور قبورِ صالحین سے استفادہ برکت سے ان کیلئے کوئی امر مانع نہیں ہونا چاہیئے۔ بالفاظِ سہل انہیں مزارات پر جانے کی رخصت ہونی چاہیئے۔ مگر اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مزارات پر عورتوں کی حاضری کو ممنوع فرما دیا ہے اور اپنے اس موقف ونظریہ کو بھی ان ہی اسلاف، صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین اور محدثین وفقہاءِ عظّام کے اقوال وافکار اور آثار سے ثابت فرمایا ہے کہ بے شک زمانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عورتوں کے لیئے مزارات پر جانے کی رخصت تھی اور صدیقی دورِ خلافت میں بھی اس پر عمل کیا گیا. مگر اس دَور میں بھی ایسے شواہد ملتے ہیں کہ مفسدہ اور شر کے پھیلنے پھولنے کے پیشِ نظر بعض مواقع پر منع فرما دیا گیا ہے۔ جیسا کہ جنازے میں شرکت کی نہی اور حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہما کا فعل پیچھے گزر چکا ہے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم نخعی تابعی کا اپنے اہل خانہ خواتین کی بندش سے متعلق عینی کی عبارت گزر چکی ہے۔

پھر ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان ملاحظہ ہو جو آپؓ نے اپنے دَور کی عورتوں سے متعلق فرمایا تھا جس کو صحیحین کے علاوہ ابو داؤد نے بھی اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ عورتوں میں جو باتیں اس وقت پیدا ہو چکی ہیں اگر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے تو لامحالہ آپ اسی طرح انہیں مسجد میں جانے سے روک دیتے جس طرح کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کر دیا گیا تھا کہ وہ اپنے معابد میں داخل نہیں ہو سکتیں۔

یہ تو خیر القرون میں احکامات تھے۔ پھر تابعین کے دَور میں بھی آئمہ و فقہاء نے ممانعت فرما دی اور رفتہ رفتہ اس پر عمل ہوا۔ پہلے نوجوان عورتوں کو منع کیا گیا تھا جب کہ بوڑھی عورتوں کے لیئے رخصت تھی۔ پھر بوڑھی عورتوں کو بھی منع فرما دیا گیا۔ اسی طرح پہلے یہ حکم تھا کہ عورتیں دن کو نہ جائیں۔ البتہ مغرب، عشاء اور فجر میں جا سکتی ہیں۔ پھر ان ہر سہ نمازوں کے لیئے بھی یعنی رات کی نمازوں کے لیئے بھی جانے پر پابندی لگا دی گئی۔ یہاں تک کہ تبع تابعین اور آئمہ اربعہ بجز امام شافعیؒ کے دَور میں عورتوں کے لیئے حکم ممانعت عام ہو گیا۔

خود حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جب حکمِ ممانعت نافذ فرمایا تو خود خواتین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس شکایت لے کر گئیں تو بی بی عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا: فقالت عائشہ رضی اللہ عنہا "لو علم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما علم عمر رضی اللہ عنہ ما اذن لکن فی الخروج" یعنی جن حالات کا مشاہدہ اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا ہے، اگر یہی حالات زمانۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہو جاتے اور آپ مشاہدہ فرماتے تو عورتوں کو خروج

الی المساجد کا کبھی حکم نہ فرماتے۔ پھر آج کے پُرفتن دَور میں عورتوں کی حد درجہ آزادی و بے راہ روی، فرینڈ شپ، گپ شپ، بے پردگی وغیرہ شر کی نشر و اشاعت میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ حتّٰی کہ خیر کی محفلوں میں بھی اور حصولِ برکت کی جگہوں پر بھی ان کے مفاسد اظہر من الشمس ہیں۔ ان مفاسد سے مطلع ہو کر آئمہ و فقہاء کرام نے زیارتِ قبور اور حصولِ فیض کے لیئے خروج نساء کے مسئلے پر غور کیا تو وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ اس سے حصولِ خیر و برکت اور کسبِ فیض تو کم ہے لیکن اس سے مفاسد بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ تو شریعتِ اسلامیہ کے قاعدہ کلیہ "سلبِ مفسدہ" کو "جلبِ مصلحت" پر تقدم حاصل ہے۔ نیز درع المفاسد اھم من جلب المصالح "کہ فساد کے اسباب کو دُور کرنا اچھائی کے اسباب لانے سے بہتر و اہم ہے" کے مطابق عورتوں پر پابندی لگا دی کہ وہ زیارتِ قبور اور اس سے حصولِ برکت یا نماز باجماعت نیز جمعہ و عیدین کے لیئے گھر سے نہ نکلیں اور زمانہ خیر میں بھی اسی پر عمل کیا گیا تھا۔ مساجد میں نماز باجماعت ادا کرنے سے انہیں روک دیا گیا تھا۔ جب زمانہ خیر میں اس پر عمل ہو چکا ہے تو آج کے زمانہ شر میں بفرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لا یاتی عام الا والذی بعدہ شرّ منہ "بعد میں آنے والا ہر سال پہلے سے بُرا ہوگا" کے مصداق عورتوں کے لیئے مسجد میں جانا یا اکتسابِ فیض کے لیئے صالحین کی قبور پر جانا یا محض زیارتِ قبور کیلئے جانا کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ حالانکہ زیارتِ قبور فعل مباح ہے اور عیدین میں شرکت تاکیدِ نبوی تھی۔ جب تاکیدی امر پر عمل روک دیا گیا ہے تو عملِ مباح کے لیئے خروجِ نساء کے لیئے کس طرح اجازت دی جا سکتی ہے۔

حرفِ آغاز

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کا ہندوستان ہی نہیں بلکہ عالمِ اسلام کی ان عظیم ہستیوں میں شمار ہوتا ہے جن کا ورودِ مسعود تاریخ کے اس حصہ میں ہوتا ہے جب کہ تمام اطراف وجوانب سے شجرہائے اسلام کو باطل قوتیں نیست ونابود کرنے کی ناکام کوشش کرتی ہیں اور اہلِ اسلام کو قسم قسم کے سبز باغ دکھا کر باطل کے دام میں پھنسا کر اتباعِ شیاطین پر لاکھڑا کرنے کے لیئے ہمہ تن گامزن رہتی ہیں۔ ایسے وقت میں ہزارہا گردش لیل ونہار لوگوں کی ان دعاؤں اور آرزوؤں میں کٹ جاتی ہیں کہ پروردگارِ عالم ایک عظیم انسان پیدا فرما جو "جَاءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ" کا مظہر ہو۔ تب کہیں جا کر ایسی شخصیت لوگوں کے سامنے نمایاں ہوتی ہے جو دین ودنیا کے وہ کام جو عام لوگ صدیوں میں نہیں کر پاتے، تھوڑی مدت میں کر جاتی ہیں۔ اور دنیا اس کے کارنامے دیکھ کر انگشت بدنداں اور متحیر رہ جاتی ہے اور یہ کہنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ اس کے پیچھے کوئی خدائی طاقت ضرور کارفرما ہے جو اس سے اتنے کام انجام دلاتی ہے۔ پھر ایسی شخصیت کو آخر کار دنیا "مجددِ دین وملت" کہنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

میری گفتگو موجودہ صدی کے "مجددِ اعظم امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان" کے بارے میں ہے۔ جن کے بے شمار کارنامے اور تصنیفاتِ کثیرہ سے

اوراق بکھرے پڑے ہیں۔ وقت کا یہ بہت بڑا سانحہ ہے کہ آج مسلمان اس مجدّد کی پچاس علوم و فنون پر لکھی ہوئی کتابوں کی اشاعت تو درکنار کتنی کتب نادرہ محفوظ بھی نہ رکھ سکے۔ اگرچہ اشاعتی کام معمولی نہیں۔ اس میں ہزارہا دقتیں سامنے آتی ہیں۔ سینکڑوں وسائل تلاش کرنے پڑتے ہیں۔ ساتھ ہی مال و دولت کی فراوانی بھی چاہیئے۔ اس لیے یہ کام اہل دُول کا تھا۔ مگر اسلام کی طرف سے ان کی توجہ زیادہ تر ہٹ جانے کی وجہ سے غریب مسلمانوں ہی نے یہ بیڑہ اٹھایا۔ ہاں! اس موضوع پر "المجمع الاسلامی" کا ذکر بے جا نہ ہوگا جس نے اپنی داد آفریں کاوشوں کا ثبوت دیا اور اسی اکیڈمی کی تحریک اور کارناموں کو دیکھ کر ہمارے مدرسہ فیض العلوم کے طلبہ میں بھی اشاعتی خدمات کا جوش و جذبہ پیدا ہوا۔ مگر اتنا بڑا کام ان کے بس کا نہیں تھا۔ مگر استاذ گرامی حضرت مولانا محمد احمد صاحب مصباحی دامت برکاتہم کا بہت بڑا احسان ہے جنہوں نے اس مقصد کی تکمیل پر انہیں ڈھارس بندھائی اور اعلیحضرت کی کتاب "جمل النور فی نھی النساء عن زیارۃ القبور" جسے آج عام لوگوں کو پڑھنے میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس میں عربی مضامین کے ترجمہ کے ساتھ ہی ضروری جگہوں پر حاشیہ سے مزین کرکے اس کتاب کی قدر و قیمت دوبالا کر دی۔ نیز ہم جملہ مدرسین و اساتذہ کے شکر گزار ہیں جنہوں نے اپنے مفید مشوروں اور مالی تعاون سے ہمارے ہاتھوں کو مضبوط فرمایا۔

اب اخیر میں اس کتاب سے استفادہ کرنے والے تمام حضرات سے اپیل ہے کہ اپنی مخصوص دعاؤں میں مجلس اشاعت طلبۂ فیض العلوم کو نہ بھولیں اور ان کی ترقئ درجات کی دعائیں کرتے رہیں۔ والسّلام:

احمد القادری بھیروی (متعلم مدرسہ فیض العلوم۔ محمد آباد گوہنہ)

اعظم گڑھ۔ مورخہ ۸ رجب سنہ ۱۴۰۰ھ مطابق ۲۴ مئی ۸۰ء شنبہ۔

جمل النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور

نور کے جملے عورتوں کو زیارت قبور سے روکنے کے بارے میں

۱۳ ۳۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسئلہ

مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب۔ مدرس اوّل۔ مدرسہ قادریہ احمد آباد۔ گجرات محلہ جمال پور۔ ۲۸ صفر ۱۳۳۹ھ

مولانا موصوف نے ایک رجسٹری بھیجی جس میں بحرالرائق وتصحیح المسائل مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے عورتوں کے لئے زیارۃ قبور کو جانے کی اجازت پر زور دیا گیا تھا۔ ان کو یہ جواب بھیجا گیا۔

عورتوں کے لیئے زیارتِ قبور کی ممانعت

الجواب:۔

مولانا المکرم مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب زید کرمکم

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

آپ کی دو رجسٹریاں آئیں تین مہینے سے زائد ہوئے کہ میری آنکھ اچھی نہیں تھی۔ میری رائے اس مسئلہ میں خلاف پر ہے۔ مدت ہوئی اس بارے میں میرا فتویٰ تحفہ حنفیہ میں چھپ چکا۔ میں اس رخصت کو جو بحرالرائق میں لکھی ہے مان کر نظر بحالاتِ نساءِ سوائے حاضری روضۂ انور کہ واجب یا قریب بواجب ہے۔ مزاراتِ اولیا یا دیگر قبور کی زیارت کو عورتوں کا جانا باتباع غنیہ علامہ محقق ابراہیم حلبی ہرگز پسند نہیں کرتا۔ خصوصاً اس طوفان بدتمیزی رقص ومزامیر وسرود میں جو آجکل جہال نے اعراسِ طیبہ میں برپا کر رکھا ہے۔ اس کی شرکت تو میں عوامِ رجال کو بھی پسند نہیں رکھتا نہ کہ وہ جن کو انجشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حُدی خوانی بالحانِ خوش پر عورتوں کے سامنے ممانعت فرماکر انہیں نازک شیشیاں فرمایا۔ والسّلام۔

مولوی صاحب نے دوبارہ رجسٹری بھیجی۔ جس پر یہ جواب ارسال ہوا۔

مسئلہ:۔ از احمد آباد۔ گجرات۔ محلہ جمال پور۔ مرسلہ مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب۔ ۱۳۔ ربیع الاوّل ۱۳۲۹ھ۔

مخدومی مکرمی معظمی جناب مولانا صاحب دام مجدکم۔

بعد سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کے واضح رائے عالی ہو کہ محبت نامہ موصول ہوا۔ فتویٰ کو آپ کے دیکھا حضرت مولانا مجھے آپ اس مسئلہ میں سمجھائیے کہ مسجد نبوی میں تین سو مرد اور ایک سو ستر عورتیں تھیں۔ یہ منافقین آخری صف میں کھڑے

ہوئے تھے۔ اور عورتوں کو جھانکتے تھے۔ نماز فجر و عشاء میں عورتیں توجہ انوار حقیقت محمدی و حقیقت قرآن کیلئے حاضر ہوتی تھیں تو منافقین کی نالائق حرکت کا انتظام خدائے تعالیٰ اور قرآنِ عظیم نے یہ نہ کیا کہ منافقین اور فیض لینے والی عورتوں کو یہ حکم دیا ہوتا کہ دونوں مسجد نبوی میں جمع نہ ہوں اور فیض رسانی عورتوں کی اس بہانے سے بند نہ ہوئی بلکہ انتظامِ فیض رسانی یہ ہوا کہ لَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَ لَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ اور انتظام حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے یہ کیا خیر الصفوف الرّجال اوّلها وشرها آخرها وخیر الصفوف النساء آخرها وشرها اولها۔ مسجد میں عورتوں کی نماز بند ہوئی، اس کو بندہ مانتا ہے فیض حقیقت محمدی و حقیقت قرآن لینے کو باپردہ پانچ دس عورتیں محلہ کی مل کر مرشد کے مکان پر جاویں اور مرشدِ طریقت مرتعش اور شیخ فانی پردہ میں بٹھا کر ان کو توجہ حقیقتِ محمدی اور حقیقت قرآن کی دیوے۔ اس پر حکمِ حرمت لگانا غلط اور فیضِ محمدی کا مقابلہ اور ہورد یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاهِهِمْ بنتا ہے۔ شیخ طریقت تو اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ ...الآیۃ میں جو امانت ہے اس کو ذاکرات کے سینہ میں باپردہ بٹھا کر توجہ دے کر جماتا ہے۔ اور یہ اس امانت کی جڑ اکھیڑتا ہے۔ یہ فیض جڑ اکھاڑنے والے کو بے وقار کر کے اکھیڑ دیوے گا۔

محمدی المشرب سنت حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر عمل کرتا ہے۔ حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے عورتوں کو توجہ دی۔ اوّل مرید کر کے یہ بھی عورتوں کو مُرید کر کے توجہ دیتا ہے۔ طریقہ عالیہ قادریہ کی توجہ کلمہ طیبہ کے ذکر کی ہو گی۔ اب عورتوں کو پردہ میں بٹھا کر ذکر کلمہ طیبہ کی بنائی جاوے گی ضرب اِلَّا اللّٰہ قلب پر مارنا سکھایا جاوے گا۔ پردہ میں عورت خلیفہ مرشد طریقت کی بیٹھ کر ذکر کلمہ طیب کی سکھاتا ہے اور مرشدِ طریقت اونچ نیچ سمجھاتے ہیں۔ یہاں خلوت اجنبیہ کا

حکم نہیں لگتا۔ یہ جلوت ہے۔ جلوت میں فیض رسانی طریقۂ عالیہ قادریہ کی ہوتی ہے اور اسی طرح اس مجلس میں طریقہ نقشبندیہ مجدّدیہ کی توجہ بھی عورتوں کو دیجاتی ہے بریلی میں حاضری کا کئی بار موقع ہوا ہے۔ وہاں یہ عمل دیکھنے میں نہیں آیا۔ نہ وہاں سُنا ہے کہ کوئی مشائخ یہ کرتے ہیں۔ ہمارے یہاں ڈولی میانہ مشکل سے ملتی ہے۔ غرباء و مساکین میں قدرت ان سواریوں میں بیٹھنے کی نہیں اور نہ قرآن عظیم نے ڈولی و میانہ کا حکم دیا ہے يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ اور قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ۔ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ اور وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ۔ اس پردہ پر احمدآباد کی ذاکرات کا عمل ہے۔

عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۴ ص ۷۶ حاصل الکلام من ھذا کلہ ان زیارۃ القبور مکروھۃ للنساء بل حرام فی ھذا الزمان لاسیما نساء مصر، لان خروجھن علی وجہ الفساد والفتنۃ وانما رخصت الزیارۃ لتذکر امر الاٰخرۃ وللاعتبار بمن مضٰی وللتزھد فی الدنیا۔

یہ حکم مصر کی بغایا مغنیّہ دلّالہ کا ہے۔ اس حکم کو نیک بخت عورتوں پر لگانا غلط ہے لو ادرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احدثت النساءَ کی شرح عمدۃ القاری ج ۳ ص ۳۰ میں ہے۔ بعضھن یغنین باصوات عالیۃ مطربۃ ومنھن صنعت بغایا۔

احمدآباد میں تین کوس درگاہ حضرت گنج احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ہے بمکان بہت پُرفضا ہے اور تالاب سنگین ہے۔ وہاں دھینے کی قوم اور لکڑی بیچنے والی قوم کی عورتیں لہنگا ساڑھی پہن کر جاتی ہیں اور گربے گاتی ہیں اور ان کی قوم کے ضیافتیں ہوتی ہیں۔ اس میں وہ عورتیں گربے گاتی ہیں جلقہ عورتوں کا بن جاتا ہے

اور تالی بجاتی ہیں اور پھرتی جاتی ہیں۔ رنڈیوں کی طرح گیت گاتی ہیں۔ ان پر بل حرام فی ھذا الزمان لاسیما نساء مصر کا حکم برا بر عمدہ طور پر چسپاں ہے اور غنیۃ المستملی کے صفحہ ۵۹۵ میں وان یکون فی زماننا للتحریم لما فی خروجھن من الفساد۔ آہ۔ اور جو عورتیں قوالی رنڈیوں کی اور قوالی مردوں کی سننے جاتی ہیں۔ ان کو زیارۃ القبور کو جانا حرام ہے۔

ان کے حرام ہونے سے ذاکرات اور فیض لینے جانیوالی عورتوں کو کیا نقصان اگرچہ ایسی عورت ہزاروں میں ایک ہو۔ دس ہزار آدمیوں نے کتے اور خنزیر کے گوشت کی بریانی پکائی ہے اور ایک نے بکری کے گوشت کی بریانی پکائی۔ دونوں بریانیوں پر حکم حرمت اور حکم حلت غلط۔ اور کتے کی بریانی پر حکم حرمت اور بکری کی بریانی پر حکم حلت صحیح دونوں کا حکم جدا مفتی کو بیان کرنا پڑے گا۔ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ۔ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ۔

اساف اور نائلہ نے جاہلیت میں زنا کیا اور قدرت الٰہیہ نے دونوں کو مسخ کر دیا۔ ایسے متبرک مکان میں دونوں نے خباثت کی یا کوئی سفر حرمین طیبین میں خبیث عمل میں پیش آوے تو کیا اس خبیث کی خباثت کو دیکھ کر اور اسی سے استناد کر کے عورتوں کے حج و زیارت حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عدم جواز کا فتویٰ جاری کر دیا جائے گا۔ ہرگز نہیں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار مقدس میں غربی دیوار میں کلام مجید رکھا ہے۔ اس دیوار کے پیچھے عورتیں بیٹھ کر توجہ لیتی ہیں۔ ذکر فکر مراقبہ کرتی ہیں۔ برقع اوڑھ کر آتی ہیں۔ اختلاط مردوں اور عورتوں کا یہاں بالکل نہیں۔ اب یہ عورتیں نور اللہ دل میں بھرنے حاضر ہوتی ہیں۔ یہ فیض رسانی حقیقت محمدی کی عورتوں کو خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ العزیز کرتے ہیں اور اس فیض میں وہ قوت ہے کہ لاکھوں کوسوں سے فیض لینے والیوں کو آپ بلا لیتے ہیں۔ یہ جگہ مقام قوالی سے دور

ہے اور نمازِ فجر سے اشراق تک اور مغرب اور عشاء کے بیچ میں اس پردے والے مکان میں عورتیں جمع ہو کر فیض لیتی ہیں اور اس وقت نقصان قوالی کا بالکل نہیں اور یہ عورتیں نیک بخت پردہ نشین برقع اوڑھ کر آنے والی ہیں۔ آپ نے اسکو آنکھوں سے نہیں دیکھا اور میں نے اس کو آنکھوں سے دیکھا ہے۔ بندہ اس کو شہادت کے طور پر بیان کر سکتا ہے اور آپ کو آنکھوں سے دکھا کر تسلی کر سکتا ہے۔ اب ان عورتوں پر حکم حرمت لگانا غلط ہے۔

سرخیز قصبہ احمد آباد میں جو عورتیں گر بے گانے والیاں، فاحشات مغنیات اور رنڈیئں اور با پردہ سوا لاکھ کلمہ طیب کا ختم پڑھنے والی، ذکرِ خفی، مراقبہ، فیضِ حقیقت محمدی لینے والی ذاکرات پر رنڈیوں کا حکم لگا کر دونوں کو ایک پھانسی میں لٹکا دینا غلط ہے۔

حقوقِ اولیاء وخیر خواہی اولیاء وخیر خواہی سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ نہیں "الدین النصیحۃ للہ ولرسولہ و للمؤمنین" یہ کہاں ہوئی۔ اولیاء فیض حقیقت محمدی کا دینے کو ذاکرات کو بلاتے ہیں۔ وہ باپردہ اور شریعت کے احکام کو سر پر رکھ کر حاضر ہوتی ہیں اور مفتی ان پر حکم عدم جواز لگا دیں۔ اس صورت میں فیض حقیقت کو روکتا ہے۔ اس کا نام دوستی حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں۔ ہم آپ سے چھوٹے اور آپ کے اقدام کو اپنے سروں پر رکھنے والے ہیں۔ مگر آپ کا قدم صراطِ مستقیم سے پھسل گیا تو عرض کرنا چاہیئے۔ ہُدہُد دو پیسے کی چڑیا حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔ اَحَطۡتُّ بِمَا لَمۡ تُحِطۡ بِهٖ وَجِئۡتُكَ مِنۡ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيۡنٍ

اوّل تو ایک مدت سے آنکھیں آپ کی رمد میں مبتلا ہیں اور رہا تھ بڑوں بڑوں سے ملایا ہے۔ طبیعت پریشان ہے۔ یہ قلم اس وقت میرا نہ سمجھیئے۔ آپ کے ہم غلام ہیں تو دست بستہ عرض کرتے ہیں۔ اس کو آپ بغاوت نہ سمجھیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ کو زیارتِ قبور کے وقت سلام کرنا حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا مشکوٰۃ شریف مسلم شریف، نسائی ج ا صـ۲۸۵ میں ہے ایں دلالت وارد بر جواز زیارت مرنساء را۔ امام نووی شرحِ مسلم کی ج ا صـ۳۱۴ میں فرماتے ہیں فیہ دلیل لمن جوز للنساء زیارۃ القبور الخ فتح الباری پارہ ۵ مطبع انصاری دہلی صـ۶۶۲ میں ہے۔

اختلف فی النساء فقیل دخلن فی عموم الاذن وھو قول الاکثر ومحلہ اذا امنت الفتنۃ۔

اب تطبیق سمجھ لیجئے کہ گریبے گانے والی، قوالی سننے والی عورتوں کے لیئے زیارت قبورِ اولیاء کو جانا حرام اور فیضِ الٰہی لینے والی عورتوں کو باپردہ شریعت کے احکام کو بجالاکر کرنا جائز۔

میں نے مسئلہ اس طرح مشرح بیان کیا ہے۔ اس کو آپ صحیح سمجھتے ہیں یا میری سمجھ میں کوئی غلطی ہے مجھے سمجھائیے۔ آپ میرے مربی اور قبلہ وکعبۂ حاجات ہیں۔ خدائے تعالیٰ آپ کو صحتِ کلیہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ رقم حکیم عبدالرحیم عفی عنہٗ

(مدرس اوّل مدرسہ قادریہ احمد آباد۔ گجرات۔ دکن جمال پور۔ مسجد کا پخ)

مورخہ ۱۵ ربیع الاوّل شریف۔ اور مصطفےٰ میاں کو پاس بٹھا کر اس کا جواب ان سے لکھوا کر میری تسلی کر دیجئے۔ میں غلط سمجھا ہوں تو صحیح سمجھائیے اور وہ فتویٰ جو تحفہ حنفیہ میں عدمِ جوازِ زیارت قبورِ نساء کے بارے میں ہے اس کی نقل بھی کروا کر روانہ فرمائیے۔ اس کے دلائل سے بھی واقف ہونا بندہ چاہتا ہے۔

الجواب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۞ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۞

مولانا المکرم اکرمکم، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! آپ کی رجسٹری ۱۵ ربیع الآخر شریف کو آئی میں ۱۲ ربیع الاوّل شریف کی مجلس پڑھ کر شام ہی سے ایسا علیل ہوا کہ کبھی نہ ہوا تھا۔ میں نے وصیت نامہ بھی لکھوا دیا تھا۔ آج تک یہ حالت

ہے کہ دروازے سے متصل مسجد ہے۔ چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد لیجاتے اور لاتے ہیں۔[1]
میرے نزدیک اوّل وہی دو حرف کہ گذارش ہوئے، کافی تھے۔ اب قدرے تفصیل کردوں۔

قدیم علماء کی طرف سے عورتوں کیلئے زیارت قبور کی ممانعت

پہلے گذارش کرچکا کہ عباراتِ رخصت میری نظر میں ہیں[2] مگر نظر بحال زمانہ میرے
نہ میرے بلکہ اکابر متقدمین[3] کے نزدیک سبیل ممانعت ہی ہے اور اسی کو اہل احتیاط نے

---

[1] اس عبارت سے جہاں یہ ظاہر ہوا کہ حضرت سخت بیمار تھے وہیں یہ بھی پتہ چلا کہ ایسی سخت علالت میں بھی جماعت چھوڑ کر گھر میں تنہا نماز پڑھ لینا گوارا نہ تھا۔ جب کہ اتنی شدید علالت بلاشبہ ترک جماعت کے لیئے عذر ہے۔ ایک مرتبہ استاذ محترم حضور حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مرادآبادی علیہ الرحمۃ (۱۳۱۲ھ/۱۳۹۶ھ) بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور نے اعلیحضرت کی اسی بیماری کا حال بیان کیا کہ "ایک بار مسجد لیجانے والا کوئی نہ تھا۔ جماعت کا وقت ہوگیا۔ طبیعت پریشان، ناچار خود ہی کسی طرح گھسٹتے ہوئے حاضرِ مسجد ہوئے اور باجماعت نماز ادا کی" آج صحت و طاقت اور تمام تر سہولت کے باوجود ترکِ نماز اور ترک جماعت کے ماحول میں یہ واقعہ ایک عظیم درسِ عبرت ہے۔ واللہ الھادی والموفق۔ ۱۲ ایم

[2] اس جملے سے فاضل بریلوی کے فتویٰ کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ ایسا نہیں کہ ان کی نظر میں صرف ممانعت والی عبارتیں تھیں۔ جن عبارتوں سے عورتوں کے لیئے زیارت قبور کی اجازت کا استنباط یا ثبوت ہوسکتا ہے وہ بھی سامنے ہیں اور جن دلائل سے ناجائز ہونا ثابت ہوتا ہے وہ بھی سامنے ہیں۔
سب پیش نظر رکھتے ہوئے اکابر علماء کی طرح خود بھی ممانعت ہی کا فیصلہ کیا اور اسے بھی واضح فرمایا کہ آخر عورتوں کے لیئے زیارت قبور کو جانا کیوں جائز نہیں؟
مولیٰ تعالیٰ ہمیں شریعت کی روشنی میں سوچنے سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ۱۲ م

[3] پہلے کے بڑے بڑے علماء۔ ۱۲

احتیاط فرمایا۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ منافقین کے باعث عورتوں کو مسجدِ کریم میں حاضری سے اللہ عزوجل وعلا ورسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی۔ بلکہ منافقوں کو تہدید وترہیب[1] اور مردوں کو تقدم[2]، عورتوں کو تاخر[3] کی ترغیب فرمائی۔

حضورِ اکرم کی طرف سے عورتوں کو نمازِ عید پڑھنے کا حکم

اور میں اتنا اور زائد کہتا ہوں کہ صرف یہی نہیں بلکہ نساء کو حضورؐ نے عیدین کی سخت تاکید فرمائی۔ یہاں تک حکم فرمایا کہ برکتِ جماعت و دعاءِ مسلمین لینے کو حیض والیاں بھی نکلیں مصلّے سے الگ بیٹھیں، پردہ نشین کنواریاں بھی جائیں جس کے پاس چادر نہ ہو ساتھ والی اسے اپنی چادر میں لے لے۔

صحیحین میں امِ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے:

اُمِرْنَا اَنْ نُخْرِجَ الْحُیَّضَ یَوْمَ الْعِیْدَیْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَیَشْھَدْنَ جَمَاعَۃَ الْمُسْلِمِیْنَ وَدَعْوَتَھُمْ وَتَعْتَزِلُ الْحُیَّضُ عَنْ مُصَلَّاھُنَّ قَالَتِ امْرَأَۃٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِحْدَانَا لَیْسَ لَھَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتَلْبِسْھَا صَاحِبَتُھَا مِنْ جِلْبَابِھَا۔

ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم حیض والیوں کو عیدین کے دن نکالیں اور پردہ والیوں کو، تو یہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کی دعا میں شریک ہوں اور حیض والیاں انکی نمازگاہ سے کنارے رہیں۔ ایک عورت نے عرض کیا "یارسول اللہ! ہم میں کوئی ایسی بھی ہے جس کے پاس (پردہ کرنے کیلئے) چادر نہیں۔ فرمایا "اس کے ساتھ والی اس کو اپنی چادر سے ایک حصہ اوڑھا دے"

(مترجم)

---

[1] خوف اور ڈرانا [2] آگے ہونا [3] پیچھے رہنا

حضور اکرمؐ کا حکم کہ عورتوں کو مسجد سے نہ روکو!

اور یہ صرف عیدین میں امر ہی نہیں بلکہ مساجد سے عورتوں کو روکنے سے مطلقاً نہی[ؔ] بھی ارشاد ہوئی کہ اللہ کی باندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو مسند امام احمد و صحیح مسلم شریف میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَمْنَعُوْا اِمَآءَ اللّٰہِ مَسَاجِدَ اللّٰہِ	اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو! (مترجم)

یہ حدیث صحیح بخاری کتاب الجمعہ میں بھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امر وجوب کے لیے ہے اور نہی تحریم کے لیے اور فیض و برکت لینے کا فائدہ خود حدیث میں ارشاد ہوا۔ بایں ہمہ آپ ہی لکھتے ہیں کہ مسجد میں عورتوں کی نماز بند ہوئی اس کو بندہ مانتا ہے۔

محفل وعظ اور جماعت میں عورتوں کی شرکت ناجائز ہے

درمختار کی عبارت آپ سے مخفی نہ ہو گی کہ:

اَنَّہٗ لَمْ یُصَرِّحْ فِیْہِ بِاِسْمِ الصَّحَابِیْ فَقِیْلَ عَنْ عُمَرَ کَمَا عِنْدَ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَاَحْمَدَ وَقِیْلَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ کَمَا عِنْدَ مُسْلِمٍ وَّاَحْمَدَ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ غُفِرَ لَہٗ۔ ۱۲ منہ	اتنی بات ہے کہ اس میں صحابی کے نام کی صراحت نہیں تو کسی نے کہا یہ حضرت عمر سے مروی ہے جیسا کہ محدث عبدالرزاق اور امام احمد کی تصنیفات میں یہ حدیث حضرت عمر سے مروی ہے اور کسی نے کہا حضرت ابن عمر سے روایت ہے جیسا کہ امام مسلم اور امام احمد کے یہاں ہے

ے حکم ۱۲ ر ؎ ممانعت۔ روکنا ۱۲ م

"يُكْرَهُ حُضُوْرُهُنَّ الْجَمَاعَةَ وَلَوْ لِجُمُعَةٍ وَّعِيْدٍ وَّوَعْظٍ مُّطْلَقًا وَّلَوْ عَجُوْزًا لَيْلًا عَلَى الْمَذْهَبِ الْمُفْتٰى بِهٖ لِفَسَادِ الزَّمَانِ۔"

فسادِ زمانہ کے باعث جماعت میں عورتوں کی حاضری مطلقاً مکروہ (تحریمی وناجائز) ہے۔ اگرچہ جمعہ یا عید یا وعظ کیلئے حاضری ہو۔ اگرچہ بڑھیا کی حاضری شب ہی کو ہو۔ یہ اس مذہب کے مطابق ہے جس پر فتوٰی ہے (مترجم)

اسی طرح اور کتب معتمدہ میں ہے۔ آئمہ دین نے جماعت وجمعہ وعیدین درکنار وعظ کی حاضری سے بھی مطلقاً منع فرما دیا۔ اگرچہ بڑھیا ہو۔ اگرچہ رات ہو۔ وعظ سے

۱؎ جلسوں اور محفلوں میں عورتوں کو دعوت شرکت دینے والے اس سے سبق لیں۔ اور سوچیں کہ جب نماز کے اجتماعات، اور جمعہ وعیدین سے عورتوں کو روک دیا گیا تو جلسوں میں جانے کی اجازت کیسے ہوگی؟

پھر یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ وہاں جاکر وہ علم وفیض کتنا حاصل کرتی ہیں؟ شاذ ونادر کچھ عورتیں ایسی ہوں گی جو بغور وعظ سنیں اور اس پر عمل کریں۔ ورنہ پچانوے بلکہ ننانوے فیصد تو گویا جلسوں کے بہانے باہم مل کر باتیں کرنے جاتی ہیں۔ عورتوں کی تربیت وتعلیم کے لیئے ہمیں بھی وہی راہ اختیار کرنی ہوگی جو ہمارے اگلے بزرگوں نے اختیار کی۔ انہیں ان کے شوہر، ماں، باپ یا دیگر نیک محارم دینی معلومات اور شرعی احکام بہم پہنچائیں۔ کچھ لوگ اپنی لڑکیوں کو ایسی تعلیم دیں کہ وہ دوسری لڑکیوں اور خواتین کو پردے اور احکام شریعت کی پابندی کے ساتھ بحسن وخوبی دینی احکام بتائیں اور سکھائیں۔ جس طرح ماں باپ اپنی لڑکیوں کو گھر کے کام کاج سکھانے میں پوری سختی، خیرخواہی، اہتمام اور توجہ کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اسی طرح دین کے معاملہ میں بھی اپنی محنت وتوجہ کا ثبوت دیں اور شروع ہی سے ان میں دینی مزاج پیدا کریں۔ دینی احکام سکھائیں (باقی اگلے صفحہ پر)

مقصود تو صرف اخذ فیض[1] و سماع امر بالمعروف و نہی عن المنکر و تصحیح عقائد و اعمال ہے کہ توجہ مشیخت سے ہزار درجہ اہم و اعظم اور اس کی اصل مقدم ہے اس کا فیض بے توجہ مشیخت بھی عظیم مفید و دافع ہر ضرر شدید ہے اور یہ نہ ہو تو توجہ مشیخت کچھ مفید نہیں۔ بلکہ ضرر سے قریب، نفع سے بعید ہے۔ کیا امام اعظم و امام ابو یوسف و امام محمد و سائر ائمہ ما بعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فیض حقیقت اقدس سے روکنے والا اور معاذ اللہ معاذ اللہ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ[3] میں داخل مانا جائے گا۔ حاشا یہ اطبائے قلوب ہیں۔ مصالح شرع جانتے ہیں۔

حضرت عائشہ اور تابعین کی طرف سے عورتوں کے لیے مسجد میں آنے کی ممانعت

صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن و ابو داؤد میں اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد اپنے زمانہ میں تھا۔

لَوْ اَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ	اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے جو باتیں عورتوں نے اب

(بسلسلہ صفحہ سابق) عمل کرائیں اور ضروری کتابوں کی تعلیم دلائیں۔ تاکہ وہ بڑی ہونے کے بعد گھر کے اندر رہ کر ہی مطالعہ و مذاکرہ اور شوق و محنت سے اپنی معلومات میں اضافہ اور شریعت پر عمل کرتی رہیں۔ وَاللّٰہُ الْھَادِیْ اِلٰی سَوَآءِ السَّبِیْلِ۔ ۱۲ (م)

[1] فیض لینا، نیکی کا حکم اور برائی کی ممانعت سُننا۔ عقیدہ و عمل صحیح کرنا۔ ۱۲ (م) [2] پیروی کرنا (۱۲)

[3] چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ (یا۔ مونہوں) سے بجھا دیں (کنزالایمان پ ۱۰ ع ۱۱۔ توبہ۔ ۳۲ ع ۹ صف)

پیدا کی ہیں تو ضرور انہیں مسجد سے منع فرمادیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں منع کردی گئیں۔	النِّسَآءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ کَمَا مُنِعَتْ نِسَآءُ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ۔

پھر تابعین ہی کے زمانہ سے آئمہ نے ممانعت شروع فرمادی۔ پہلے جوان عورتوں کو پھر بوڑھیوں کو بھی۔ پہلے دن میں۔ پھر رات کو بھی۔ یہاں تک کہ حکم ممانعت عام ہو گیا۔ کیا اُس زمانے کی عورتیں گربے والیوں کی طرح گانے ناچنے والیاں یا فاحشہ دلالہ تھیں، اب صالحات ہیں؟ یا جب فاحشات زائد تھیں، اب صالحات زیادہ ہیں؟ یا جب فیوض و برکات نہ تھے، اب ہیں؟ یا جب کم تھے اب زائد ہیں؟ حاشا بلکہ قطعاً یقیناً اب معاملہ بالعکس[1] ہے۔ اب اگر ایک صالحہ ہے تو جب ہزار تھیں۔ جب اگر ایک فاسقہ تھی، اب ہزار ہیں۔ اب اگر ایک حصہ فیض ہے جب ہزار حصے تھا۔ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"لَا یَاْتِیْ عَامٌ اِلَّا وَ الَّذِیْ بَعْدَہٗ شَرٌّ مِّنْہُ"

یعنی ہر والا سال پہلے سے بُرا ہوگا۔ (مترجم)

بلکہ عنایۂ امام اکمل الدین بابرتی میں ہے کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کو مسجد سے منع فرمایا۔ وہ اُم المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس شکایت لے گئیں۔ فرمایا اگر زمانۂ اقدس حالت یہ ہوتی حضور عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت نہ دیتے۔

حضرت عمر فاروق کی طرف سے ممانعت

حَیْثُ قَالَ : ان کے الفاظ یہ ہیں:

---

[1] اُلٹا۔ پہلے کے برخلاف۔ ۱۲۔ م۔

وَلَقَدْ نَهٰى عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ النِّسَآءَ عَنِ الْخُرُوْجِ اِلَی الْمَسَاجِدِ فَشَکَوْنَ اِلٰی عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا فَقَالَتْ لَوْ عَلِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا عَلِمَ عُمَرُ مَا اَذِنَ لَکُنَّ فِی الْخُرُوْجِ۔

جوان و بوڑھی عورتوں کیلئے جماعت میں شرکت کی ممانعت

پھر فرمایا :۔

فَاحْتَجَّ بِهٖ عُلَمَآءُنَا وَ مَنَعُوا الشَّوَابَّ عَنِ الْخُرُوْجِ مُطْلَقًا اَمَّا الْعَجَائِزُ فَمَنَعَهُنَّ اَبُوْ حَنِیْفَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ الْخُرُوْجِ فِی الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ دُوْنَ الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَالْفَتْوٰی الْیَوْمَ عَلٰی کَرَاهَةِ حُضُوْرِهِنَّ فِی الصَّلٰوةِ کُلِّهَا لِظُهُوْرِ الْفَسَادِ ؂	اس سے ہمارے عُلماء نے استدلال کیا اور جوان عورتوں کو نکلنے سے مطلقاً منع فرما دیا۔ رہیں بوڑھیاں تو امام ابُوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں ظہر و عصر میں نکلنے سے منع کیا۔ فجر و مغرب اور عشاء سے نہیں۔ مگر آج فتویٰ اس پر ہے کہ بوڑھیوں کی حاضری بھی تمام نمازوں میں مکروہ ہے۔ کیونکہ اب فساد نمایاں ہے۔ (مترجم)

حضرت عبداللہ ابن عمر نے کنکریاں مار کر عورتوں کو مسجد سے نکالا

اسی عینی جلد سوم میں آپ کی عبارتِ منقولہ سے ایک صفحہ پہلے ہے :

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ اَلْمَرْاَةُ عَوْرَةٌ وَّ	یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے: عورت

اَقْرَبُ مَا تَکُوْنَ اِلَی اللّٰہِ فِیْ قَعْرِ بَیْتِہَا فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَہَا الشَّیْطَانُ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا یَقُوْمُ یَحْصِبُ النِّسَآءَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ یُخْرِجُہُنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ وَکَانَ اِبْرَاھِیْمُ یَمْنَعُ نِسَآءَہُ الْجُمُعَۃَ وَ الْجَمَاعَۃَ۔

سراپا شرم کی چیز ہے۔ سب سے زیادہ اللہ عزّوجل سے قریب اپنے گھر کی تہ میں ہوتی ہے۔ اور جب باہر نکلے تو شیطان اس پر نگاہ ڈالتا ہے۔ اور حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ جمعہ کے دن کھڑے ہو کر کنکریاں مار کر عورتوں کو مسجد سے نکالتے۔ اور امام ابراہیم نخعی تابعی استاذ الاستاذ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مستورات کو جمعہ و جماعت میں نہ جانے دیتے۔

جب ان خیر کے زمانوں میں ان عظیم فیوض و برکات کے وقتوں میں عورتیں منع کر دی گئیں۔ اور کاہے سے؟ حضورِ مساجد و شرکتِ جماعات سے۔ حالانکہ دینِ متین میں ان دونوں کی شدید تاکید ہے۔ تو کیا ان ازمنۂ شرور[1] میں ان قلیل یا موہوم فیوض کے حیلے سے عورتوں کو اجازت دی جائے گی؟ وہ بھی کاہے کی؟ زیارتِ قبور کو جانے کی! جو شرعاً مؤکدہ نہیں۔ اور خصوصاً ان میلوں ٹھیلوں میں جو خدا ناترسوں نے مزاراتِ کرام پر نکال رکھے ہیں۔ یہ کس قدر شریعتِ مطہرہ سے مناقضت[2] ہے۔

---

[1] خرابیوں۔ برائیوں کے زمانوں میں۔ ۱۲ ر

[2] باہم ایک دوسرے کے خلاف بات کرنا۔ مخالفت۔ ۱۲ ر

خرابی کے اسباب کو دور کرنا اہم ہے

شرعِ مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ جَلبِ مصلحت[1] پر سَلبِ مفسدہ[2] کو مقدم رکھتی ہے۔

دَرْءُ الْمَفَاسِدِ اَھَمُّ مِنْ جَلْبِ الْمَصَالِحِ ۔	خرابی کے اسباب دُور کرنا خوبی کے اسباب لانے سے اہم ہے۔ (مترجم)

جبکہ مفسدہ اس سے بہت کم تھا۔ اس مصلحتِ عظیمہ سے آئمہ دین امام اعظم وصاحبین[3] ومَن بعدہم نے روک دیا اور عورتوں کی نسلیں نہ بنائیں کہ صالحات جائیں۔ فاسقات نہ جائیں۔ بلکہ ایک حکم عام دیا جسے آپ ایک پھانسی میں لٹکانا

لے خوبی پیدا کرنے والی چیز لانا۔ خوبی کا سبب حاصل کرنا۔

ٹے برائی کا سبب دُور کرنا۔ ۱۲۔ (م)

تے امامِ اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے دو خاص شاگرد ہیں۔ جو مسلکِ حنفی کے امام بھی ہیں ۱۔ امام قاضی ابو یوسف یعقوب ۔۲۔ امام محمد بن الحسن شیبانی۔ امام محمد نے امام ابو یوسف سے بھی علم حاصل کیا ہے۔ اس لیئے ان کے استاذ امام اعظم اور امام ابو یوسف دونوں حضرات ہیں۔ جب امام ابو یوسف اور امام محمد کو ایک ساتھ ذکر کرتے ہیں تو انہیں "صاحبین" کہتے ہیں۔ کہ یہ دونوں حضرات امام صاحب کے شاگرد ہونے کی نسبت سے آپس میں ساتھی ہیں۔ اور جب امامِ اعظم اور امام ابو یوسف کو ایک ساتھ ذکر کرتے ہیں تو "شیخین" کہتے ہیں۔ کیونکہ امام محمد کی بہ نسبت یہ دونوں حضرات شیخ اور استاذ ہیں اور جب امامِ اعظم اور امام محمد کو ایک ساتھ ذکر کرتے ہیں تو "طرفین" کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں حضرات امام ابو یوسف کی بہ نسبت طرف ہیں۔ امام ابو یوسف درمیانی حیثیت کے

(باقی اگلے صفحہ پر)

فرما رہے ہیں۔ کیا انہوں نے یہ آیتیں نہ سنی تھیں؟

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ط (پ۲۱ ع ۱۵ سجدہ آیت ۱۸)	تو کیا جو ایمان والا ہے وہ اس جیسا ہو جائیگا جو بے حکم ہے (کنزالایمان)
اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ط	یا ہم پرہیزگاروں کو شریر بے حکموں کے برابر ٹھہرا دیں۔ (کنز پ۲۳ ع ۱۱ ص آیت ۲۸)

تو اب کہ مفسدہ جب سے بہت اشد[۱] ہے۔ اس مصلحت قلیل سے روکنا کیوں نہ لازم ہوگا۔ اور عورتوں کی قسمیں کیوں کر چھانٹی جائیں گی۔

۳۔ صلاح و فساد قلب امر مستتر[۲] ہے اور دعوے کے لیئے سب کی زبان سے کشادہ اور محق و مبطل[۳] نامعلوم مع ہذا اصلاح سے فساد کی طرف انقلاب کچھ دشوار نہیں۔ خصوصاً ہوا لک کہ خصوصاً عورتوں کے دل کہ تقلب[۴] کے لیئے بہت آمادہ ہوتے ولہذا

(بسلسلہ صفحہ سابق) حامل ہیں کہ یک طرف امام صاحب کے شاگرد ہیں تو دوسری طرف امام محمد کے استاذ۔ اور امام اعظم دونوں حضرات کے لحاظ سے شاگرد ہیں۔

۴۔ اور ان اماموں نے بھی رد کر دیا جوان کے بعد ہیں۔ ۱۲ (م)

---

[۱] سخت تر۔ ۱۲

[۲] دل کی درستی اور خرابی پوشیدہ چیز ہے۔ ۱۲ ر

[۳] حق والا اور باطل والا

[۴] انقلاب و تقلب۔ پلٹنا۔ پھر جانا۔ ۱۲ (م)

اپنے نفس پر اعتماد کرنے والا احمق ہے

رُوَیْدَكَ اَنْجَشَةُ رِفْقًا بِالْقَوَارِیْرِ	شیشیوں کے ساتھ نرمی کی خاطر انجشہ! سواریاں آہستہ چلاؤ۔ (مترجم)

ارشاد ہوا مرد اپنے نفس پر اعتماد کرے احمق ہے نہ کہ عورت نفس تمام جہانوں سے بڑھ کر جھوٹا ہے۔ جب قسم کھائے۔ حلف اٹھائے نہ کہ جب خالی وعدوں پر امید دلائے۔

وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا (پ۵ ع ۱۸ النسآء آیت ۱۲۰)	اور شیطان انہیں وعدے نہیں دیتا مگر فریب کے۔ (کنزالایمان)

بالخصوص اب کہ قطعاً فساد غالب اور صلاح نادر ہے۔ اس صورت میں مفتی کو تفصیل[1] کیونکر جائز۔ یہ تفصیل نہ ہوگی بلکہ شیطان کو ڈھیل اور اس کی رسی کی تطویل[2] ہے۔

امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں:

اَلْفَائِزُ بِهٰذَا مَعَ السَّلَامَةِ اَقَلُّ قَلِیْلٍ فَلَا یُبْنَی الْفِقْهُ بِاِعْتِبَارِهِمْ وَلَا یُذْکَرُ حَالُهُمْ قَیْدًا فِی الْجَوَازِ لِاَنَّ شَانَ النُّفُوْسِ	بسلامت اسے پانے اور کامیاب ہونیوالے کم سے کم تر ہیں۔ تو فقہ کی بنیاد ان کے اعتبار نہ ہوگی۔ نہ ان کا حال قیدِ جواز بنا کر ذکر ہوگا۔ کیونکہ نفس کا کام ہی ہے جھوٹا دعوی کرنا

۱۔ الگ الگ کرنا۔ فرق کرنا۔ ۱۲۔ ۲۔ لمبا کرنا۔ دراز کرنا۔ ۱۲۔

۳۔ علامہ کمال الدین ابن الہمام علیہ الرحمۃ کی عبارت "حرم پاک میں سکونت" سے متعلق ہے۔ مکہ مکرمہ میں نیکیوں کا اجر بے پناہ ہے۔ مگر گناہوں کا وبال بھی بڑا سخت ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

الدَّعْوَی الْکَاذِبَۃُ وَاِنَّھَا لَا کْذَبُ مَا یَکُوْنُ اِذَا حَلَفَتْ فَکَیْفَ اِذَا ادَّعَتْ۔

اور یہ سب سے بڑا جھوٹا اس وقت ہوتا ہے جب قسم کھائے۔ تو یہ جب محض دعویٰ کرے اس وقت کیا حال ہوگا۔ (مترجم)

ساداتِ ثلاثہ علامہ حلبی و علامہ طحطاوی و علامہ شامی فرماتے ہیں:

وَھُوَ وَجِیْہٌ فَیَنُصُّ عَلَی الْکَرَاھَۃِ

اور یہ کلام وجیہ اور عمدہ تو ہے صاف

بھی بڑا سخت ہے۔ حرم پاک کی تعظیم و توقیر اور ادب و احترام بھی واجب ہے اور کسی گناہ کا ارادہ بھی خطرناک ہے۔ ان سب کے پیشِ نظر علماء کو اس میں اختلاف ہوا کہ بیرونِ حرم کا آدمی اگر حرم پاک میں سکونت اختیار کرنا چاہے تو کیا حکم ہے؟

بعض شافعیہ نے بیان کیا کہ مستحب ہے۔ البتہ اگر گناہ میں پڑنے کا ظن غالب ہو تو نہیں۔ یہی امام ابو یوسف و امام محمد کا مذہب ہے۔ امامِ اعظم اور امام مالک کے نزدیک مکروہِ تحریمی ہے۔

صاحب فتح القدیر نے اقوالِ آئمہ و علماء اور احادیث ثواب و عقاب لکھنے کے بعد فرمایا " ہاں! اللہ کے کچھ نیک، برگزیدہ، مخلص بندے ایسے ہیں جو سکونتِ حرم کے اہل اور حسنات و صلوات کے اضافہ کی فضیلت اس احتیاط کے ساتھ حاصل کرنے والے ہیں کہ ان سے کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے ان کی نیکیاں برباد جائیں۔ اس عبارت کے بعد فرمایا: مگر ایسے لوگ کم سے کم تر ہیں۔ الخ

فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا اس عبارت سے استدلال یہ ہے کہ فقہی احکام میں غالب و اکثر کا لحاظ ہوتا ہے۔ کیونکہ دل کی اچھائی یا برائی پوشیدہ چیز ہے۔ اور نفس جو صلاح و نیکی اور خطرات کو بسلامت عبور کر لینے کا مدعی ہو، سخت جھوٹا ہے۔

وَيُتْرَكُ التَّقْيِيْدُ بِالتَّوْفِيْق ۔

مکروہ ہوتا کہا جائے گا اور اپنے اوپر اعتماد کی قید (لگا کر غیر مکروہ بتانا) چھوڑ دیا جائے گا۔ (مترجم[۱])

نیک اور بد میں فرق مشکل ہے

منتقی شرح ملتقی میں ہے:

اَمَّا مَنْ كَانَ بِخِلَافِهِمْ فَنَادِرٌ فِي هٰذَا الزَّمَانِ فَلَا يُفْرَدُ بِحُكْمٍ لِحَرَجِ التَّمْيِيْزِ بَيْنَ الْمُصْلِحِ وَالْمُفْسِدِ[۲]

رہے وہ جو ان کے برخلاف ہیں تو اس زمانے میں وہ نادر ہیں۔ لہٰذا ان کے لیے کوئی الگ حکم نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ امتیاز کرنا دشوار ہے کہ مصلح کون ہے اور مفسد کون؟ (مترجم)

---

[۱] صاحب درمختار علاؤ الدین محمد بن علی حصکفی نے فرمایا تھا: وَلَا تُكْرَهُ الْمُجَاوَرَةُ بِالْمَدِيْنَةِ وَكَذَا بِمَكَّةَ لِمَنْ يَثِقُ بِنَفْسِهٖ (درمختار ج ا ص ۱۸۳ مطبع نولکشور لاہور) مدینہ میں سکونت اختیار کرنا مکروہ نہیں۔ یوں ہی مکہ میں۔ اس کے لیے جو اپنے نفس پر بھروسہ رکھتا ہو۔ اسی عبارت کے پیشِ نظر درمختار کے تینوں محشّی علماء سادات نے فتح القدیر کی مذکورہ بالا عبارت نقل کر کے فرمایا کہ جب نفس کا یہ حال ہے تو اس کا کیا بھروسہ؟ لہٰذا سکونتِ حرم کو صاف صاف مکروہ کہا جائے گا۔ ۱۲ م

[۲] یہ عبارت نفقۂ طالبِ علم سے متعلق ہے۔ باپ پر نادار نابالغ اولاد کا نفقہ واجب ہے۔ یوں ہی ان بالغ اولاد کا جو کمانے سے عاجز ہوں۔ اگر کوئی بالغ فرزند ایسا ہے جو کمانے پر قادر ہے مگر طلبِ علمِ دین میں مشغول ہے تو اس کا خرچ باپ پر واجب ہے یا نہیں؟

(بقیہ صفحہ پر)

شرحِ لُباب میں ہے:

لَوْ کَانَتِ الْاَئِمَّۃُ فِیْ زَمَانِنَا وَ تَحَقَّقَ لَھُمْ شَاْنُنَا لَصَرَّحُوْا بِالْحُرْمَۃِ۔

اگر آئمہؒ ہمارے زمانہ میں ہوتے اور ہماری حالت کی انہیں تحقیق ہو جاتی تو وہ بھی صراحۃً حرام کہتے۔ (مترجم)

عورتوں کے لیئے زیارتِ قبور کی ممانعت

ہ زیارتِ قبور پہلے مطلقاً ممنوع تھی۔ پھر اجازت فرمائی علماء کو

(بسلسلہ صفحہ سابق) بعض نے کہا واجب ہے۔ بعض نے کہا نہیں ہے۔ جن علماء نے واجب کہا انہوں نے یہ قید لگا دی ہے کہ وجوب اس صُورت میں ہے۔ جب طالب علم فرزند نیک سیرت اور واقعی "طالبِ علم" ہو۔ ورنہ اس کا نفقہ باپ پر واجب نہیں۔ صاحبِ منیہ وقنیہ و صاحبِ منتقی فرماتے ہیں کہ اکثر طلبہ رشد وصلاح والے نہیں۔ اور حکم اکثر ہی کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ لہٰذا مطلقاً کہا جائے گا کہ باپ پر طالبِ علم کا نفقہ واجب نہیں۔ فاضل بریلویؒ کا استدلال بس اتنے ہی سے ہے کہ حکم باعتبارِ اکثر ہوا کرتا ہے۔

رہا یہ، دورِ حاضر میں حکم کیا ہونا چاہیئے؟ تو راقم کے خیال میں اس کی تحقیق و تفصیل کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اب طلبہ کی کئی قسمیں اور مختلف حالتیں ہیں۔ یوں ہی اب علمِ دین کے لیئے حالاتِ زمانہ بھی مختلف ہیں۔ ۱۲ (م)

لہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ ارشاد اسی "جوارِ حرم" کے مسئلہ سے متعلق ہے بسکونتِ حرمین کے بارے میں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا مفصل عربی رسالہ "صَیْقَلُ الرَّیْنِ عَنْ اَحْکَامِ مُجَاوَرَۃِ الْحَرَمَیْن" دیکھنا چاہیئے۔

یہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم میں شامل ہے۔

اختلاف ہوا کہ عورتیں بھی اس رخصت میں داخل ہوئیں یا نہیں۔ عورتوں کو خاص ممانعت میں حدیث :

لَعَنَ اللّٰہُ الزَّائِرَاتِ الْقُبُوْرِ۔

یعنی اللہ قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر لعنت کرے۔ (مترجم)

سے قطع نظر کر کے تسلیم کیجئے کہ عورتوں کو بھی شامل ہوئی۔ مگر جس قدر اوّل کی عورتوں کو جن میں حضور مساجد و جمعہ و عیدین کی اجازت بلکہ حکم تھا جب زمانۂ فساد آیا۔ ان ضروری تاکیدی حاضریوں سے عورت کو ممانعت ہوگئی تو اس سے یقیناً بدرجۂ اولیٰ۔

اسی غنیہ کے اسی ص ۵۹۵ میں اسی آپ کی عبارت منقولہ سے پہلے اس کے متصل ہے۔

یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ التَّنْزِیْہُ مُخْتَصًّا بِزَمَنِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیْثُ کَانَ یُبَاحُ لَھُنَّ الْخُرُوْجُ لِلْمَسَاجِدِ وَالْاَعْیَادِ وَغَیْرِ ذٰلِکَ وَاَنْ یَّکُوْنَ فِیْ زَمَانِنَا لِلتَّحْرِیْمِ۔ الخ

ممانعت کا تنزیہی ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے خاص ہونا چاہیئے جب کہ عورتوں کے لیئے مسجدوں، عیدوں وغیرہ میں حاضر ہونا مباح تھا اور ہمارے زمانہ میں تو تحریمی ہونا مناسب ہے۔

(مترجم)

نماز کیلئے عورتوں کا نکلنا مکروہ ہے تو قبرستان جانیکا کیا حال ہوگا

اسی عینی جلد چہارم میں آپکی عبارتِ منقولہ سے چند سطریں پہلے امام ابو عمر سے ہے۔

وَلَقَدْ کَرِہَ اَکْثَرُ الْعُلَمَاءِ خُرُوْجَھُنَّ اِلَی الصَّلَوٰاتِ فَکَیْفَ اِلَی الْمَقَابِرِ

اکثر علماء نے تو نمازوں کے لیئے عورتوں کا نکلنا مکروہ رکھا تو قبرستانوں کو

وَمَا اَظُنَّ سُقُوْطَ فَرْضِ الْجُمُعَةِ عَنْهُنَّ اِلَّا دَلِيْلًا عَلٰى اِمْسَاكِهِنَّ عَنِ الْخُرُوْجِ فِيْمَا عَدَاهَا۔

جانے کا کیا حال ہوگا؟ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ عورتوں سے فرضِ جمعہ ساقط ہو جانا اس بات کی دلیل ہے کہ انہیں اس کے علاوہ سے بھی روکا جائیگا۔ (مترجم)

د حلم کتب میں توفیق بہت واضح ہے جواز نفس مسئلہ کا فی ذاتہ حکم ہے اور

لہ یہ ایک سوال کا جواب ہے کہ فقہ کی بعض کتابوں میں عورتوں کے لیئے زیارتِ قبور کو جائز بتایا گیا ہے اور بعض میں ناجائز۔ تو دونوں میں مطابقت کیسے ہوگی۔ ایک عمدہ تطبیق تو ۳۱ کے تحت آرہی ہے۔ یہاں ۵ میں یہ فرمارہے ہیں کہ تطبیق اس طرح ہے کہ حالات وعوارض سے قطع نظر خود مسئلہ زیارتِ قبر کو دیکھیئے تو زیارت عورت کے لیئے بھی جائز ہے۔ لیکن عورتوں اور زمانہ کے حالات و عوارض پر نظر کیجئے تو ناجائز ہے۔ اور یہ عوارض ایسے ہیں جو اکثر وبیشتر پائے جاتے ہیں۔ شاذ ونادر ان سے محفوظ رہنے کی صورت ملتی ہوگی۔ لہٰذا فقہی حکم یہی ہوگا کہ عورتوں کے لیئے (سوائے زیارتِ روضۂ انور کے دیگر) مزارات کی حاضری ناجائز ہے۔ کیونکہ فقہ کا حکم اکثر ہی کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ ایسی بہت سی مثالیں ہیں کہ فقہی کتابوں میں خاص قیدوں کے ساتھ کسی امر کو جائز لکھا گیا۔ اور اس حکم جواز کو اہلِ تصحیح نے بعد کی کتابوں میں صحیح و درست بھی بتایا۔ مگر حالاتِ زمانہ دیکھ کر علماء نے اس امر سے مطلقاً ممانعت فرمائی۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے یہاں اس کی چند مثالیں صراحتہً گنائی ہیں۔

(۱) جوارِ حرم۔ حرم پاک میں سکونت کا حکم فتح القدیر کی عبارت سے گزرا کہ یہ اکثر لوگوں کے احوال کی بنیاد پر ناجائز ہے۔ کیونکہ عموماً زیادہ دن رہنے کے بعد حرم کی کما حقہ تعظیم وتوقیر نہ کر پائیں گے۔ غافل ہو کر خطا بھی کر بیٹھیں گے۔ نتیجتہً ثواب

(باقی اگلے صفحہ)

ممانعت بوجہ عارض غالب تو فتویٰ نہ ہوگا۔ مگر منع مطلق پر۔ فقہ میں اس کے نظائر بکثرت ہیں کہ برعایت قیود حکم جواز اور اس کی تصحیح تک کتب میں مصرح اور

(بسلسلہ صفحہ سابق) ضائع، گناہ لازم۔ اور ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہ فرمایا کہ اگر آئمہ کرام ہمارے زمانے میں ہوتے اور ہمارا حال ان پر کھلتا تو وہ تمام حضرات بلا اختلاف سکونت حرم کو صاف صاف حرام کہتے۔

(۲) شہروں میں عام لوگوں کے نہانے کے لیئے گرم پانی کے انتظام کے ساتھ مکانات بنے ہوتے ہیں جنہیں "حمام" کہتے ہیں۔ ان ہی حماموں میں عورتوں کا نہانا ناجائز کہا گیا۔ کیونکہ وہاں بے پردگی کا لازمی اندیشہ ہے بلکہ اکثری وقوع ہے۔ یہاں بھی اکثر ہی کے لحاظ سے عام حکم کر دیا گیا ہے۔ اس بارے میں آگے درمختار کی عبارت ہے۔

(۳) نفقۂ طالب علم۔ باپ پر بالغ طالب علم فرزند کا نفقہ واجب ہے یا نہیں؟ اس سے متعلق درِ منتقیٰ کی عبارت گزری۔ جس میں اکثر ہی کے حالات کی بنیاد پر حکم جاری کیا گیا ہے۔

(۴) شطرنج کھیلنا۔ بعض لوگوں نے اس لحاظ سے اس کو جائز کہا کہ اس سے باریک بینی دور اندیشی پیدا ہوتی ہے۔ جنگی داؤں سمجھنے اور چلانے میں مدد ملتی ہے۔ یہ حکم بھی اس شرط و قید کے ساتھ کہ اس میں ہار جیت نہ ہو۔ کوئی نماز وقت سے مؤخر نہ ہو۔ فحش گوئی اور کسی ممنوع چیز کا ارتکاب نہ ہو۔ ہمارے آئمہ کرام نے احادیث کریمہ اور حالاتِ اکثر کے پیشِ نظر یہی حکم دیا کہ شطرنج کھیلنا مطلقاً حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔ فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے اس سے متعلق کافی جامع الرموز اور ردّ المحتار کی عبارت پیش کی۔

حاصل کلام یہ کہ حکمِ فقہ باعتبارِ اکثر ہوتا ہے اور جہاں عورتوں کیلیئے زیارتِ قبور

نظر بحالِ زمانہ حکم علماء منع مطلقاً جیسے جوارِ حرم و دخولِ زناں بہ حمام و نفقہ طالبِ علم و لعبِ شطرنج وغیرہا۔ اول دسوم کی عبارات گذریں۔ درِ مختار میں دربارۂ دوم ہے۔

فِیْ زَمَانِنَا لَاشَكَّ فِی الْکَرَاهَةِ ؕ	ہمارے زمانہ میں اس کے مکروہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ (مترجم)

کافی و جامع الرموز و ردالمحتار میں دربارۂ اخیر ہے۔

هُوَحَرَامٌ وَّكَبِيْرَةٌ عِنْدَنَا وَفِیْ اَبَاحَتِهٖ اِعَانَةُ الشَّيْطَانِ عَلَی الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِيْنَ ؕ	ہمارے نزدیک تو شطرنج کھیلنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے اور اسے جائز رکھنے میں شیطان کو مسلمانوں کے خلاف مدد دینا ہے۔

فقہ کا حکم غالب کے اعتبار پر ہوتا ہے

(۶) اس تقریر سے اس کا جواب واضح ہوگیا کہ اگرچہ ایسی عورت ہزاروں میں ایک ہو۔ جیسی ہزاروں میں ہزار ہوں۔ جب بھی معتبر نہیں کہ حکمِ فقہ باعتبارِ

(بسلسلہ صفحہ سابق) کو جائز کہا گیا ہے تو اکثری حالات و عوارض کے پیشِ نظر نہیں بلکہ صرف اس پر نظر کرتے ہوئے کہ قبروں کی زیارت اچھی چیز ہے۔ دنیا سے بے رغبت کرتی ہے آخرت کو یاد دلاتی ہے۔ یہ بھی ان قیود کے ساتھ کہ بے صبری، آہ و زاری وغیرہ ممنوعات کا ارتکاب نہ کریں۔

اور جہاں ناجائز کہا گیا تو زمانہ اور عورتوں کے عمومی حالات پر نظر کرتے ہوئے اور فقہی حکم اکثر ہی کے لحاظ سے ہوتا ہے تو فتوی اسی پر ہوگا کہ عورتوں کے لیئے زیارتِ قبور کو جانا مطلقاً ناجائز ہے۔ ۱۲ م۔ لہ اکثر۔ ۱۲

غالب کے ہوتا ہے نہ کہ ہزاروں میں ایک۔ یہیں سے بریانیوں کا حال کھل گیا۔ دس ہزار بریانیاں مردار مینڈھے، دنبے، بکرے کی ہوں اور ان میں دس ہزار مذبوح[1] جانوروں کی مختلط[2] ہوں۔ بیس ہزار حرام ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں تحری[3] کرکے جس کی طرف حلّت کا خیال جمے اسے کھانا بھی حرام نہ کہ دس ہزار میں ایک:

درمختار میں ہے:

تَعْتَبِرُ الْغَلَبَةُ فِیْ اَوَانٍ طَاهِرَةٍ وَّنَجِسَةٍ وَّمَیْتَةٍ وَّذَکِیَّةٍ فَاِنَّ الْاَغْلَبُ طَاهِرًا اَوْبِالْعَکْسِ وَالسَّوَآءِ لَا۔

پاک و ناپاک برتنوں اور مردار و مذبوح جانوروں میں غلبہ کا اعتبار کیا جائے گا۔ اگر اکثر پاک ہوں تو تحری کرے اور جدھر دل جمے کہ یہ پاک ہے اسے استعمال کرے لیکن اگر اکثر ناپاک ہوں یا دونوں برابر ہوں تو تحری نہ کرے۔ کیونکہ ان دونوں صورتوں میں سب ناپاک قرار دیئے جائیں گے (مترجم)

[4] ایک حلال جدا ممتازنہ معلوم ہو تو کثرت حرام سے اس پر کیا اثر مگر یہاں

---

[1] شرعی طور پر ذبح کیا ہوا۔ [2] ایک دوسرے سے ملا ہوا۔ خلط ملط۔

[3] طلب ما ھو احری۔ اپنے دل کی رائے معلوم کرنا کہ کسی دو یا چند میں مناسب و لائق اور درست کیا ہے؟ ۱۲ م۔

[4] یہاں یہ حال نہیں کہ کسی ایک کا اندیشۂ فتنہ سے مامون و محفوظ ہونا قطعی طور پر معلوم ہو۔ یہاں تو ساری عورتوں کے بارے میں کلام ہے۔ کسی کے دل میں کیا ہے کچھ پتہ نہیں۔ دل کی اچھائی، برائی تو پوشیدہ چیز ہے اور امتیاز مشکل و دشوار

(باقی اگلے صفحہ پر)

سُن چکے کہ فسادِ وصلاحِ قلب مضمر، و تمیز متعذر نا میسّر۔ درِ منتقی کی عبارت ابھی گزری۔ پھر غلبۂ فساد متیقّن۔ تو قطعاً مطلقاً حکمِ ممانعت متعیّن۔ جیسے وہ بیسوں ہزار بریانیاں سب حرام ہوئیں۔ حالانکہ ان میں یقیناً دس ہزار حلال تھیں۔ یہی مسلک علمائے کرام چلے۔

۷۔ عینی شرح بخاری جلد سوئم کی عبارت آپ نے[1] نقل کی۔ اس میں نہ زنانِ مصر

(بسلسلہ صفحۂ گزشتہ) تو یہاں اس چیز پہ قیاس کیسے ہو سکتا ہے۔ جس کا ایک ممتاز طور پر حلال ہونا قطعاً معلوم ہے۔ پھر جب اکثر عورتوں میں فساد و خرابی کا ہونا یقینی ہے تو امورِ شریعت کے مطابق ممانعت ہی متعین ہے۔ جیسے دس ہزار بریانیوں میں دس ہزار ناپاک بریانیاں مل جائیں اور پتہ نہ چلے کہ کون پاک ہے، کون ناپاک۔ تو بیسوں ہزار حرام ہیں۔

[1] فاضل سائل نے علامہ محمود عینی حنفی کی کتاب عمدۃ القاری شرح بخاری کی ایک عبارت نقل کر کے یہ استدلال کرنا چاہا تھا کہ ممانعت صرف ان فاسقہ عورتوں کے لیئے ہے۔ سب کے لیئے نہیں۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ اس کے جواب میں فرما رہے ہیں کہ عینی میں ممانعت فاسقہ عورتوں کے ساتھ خاص نہیں کی ہے۔ اپنی نقل کی ہوئی عبارت سے ایک صفحہ پہلے دیکھئے جہاں انہوں نے حکم مسئلہ بیان کیا ہے وہاں سبھی عورتوں کے لیئے ممانعت لکھی ہے اور بتایا ہے کہ ممانعت کی وجہ ہی فتنے کا " اندیشہ " ہے۔ یہ نہیں کہ بدکاری و فتنہ واقع ہو جبھی ممانعت ہو۔

اور آپ نے علامہ عینی کی جو عبارت نقل کی ہے اس میں تو فساد و خرابی کے لحاظ سے عورتوں کی سولہ قسموں کا بیان ہے۔ جن میں دو مغنیۃ گانے والی اور دلّالہ (درمیانی بن کر دو میں برائی یا برائی کا رابطہ پیدا کرنے والی) ہیں۔ پھر بیان کیا ہے کہ ان کے علاوہ اور بھی خلافِ شرع قسمیں ہیں۔ آپ کی منقولہ عبارت میں یہ کہاں ہے کہ ممانعت صرف ان ہی فتنہ گر اور فساد والی عورتوں کے لیئے خاص ہے؟ ۲۱ - م

سے حکم خاص ہے۔ نہ مغنیّہ و دلّالہ کی تخصیص۔ اس میں سوّلہ[16] صنف فسادِ زنان تو بیان کیں۔ جن میں دو یہ ہیں۔ اور فرمایا "اس کے سوا اور بہت سے اصنافِ قواعدِ شریعت کے خلاف۔

حنفی علماءٗ نے حکم مطلق رکھا ہے نہ کہ فتنہ برپا کرنیوالی عورتوں سے خاص

اور بتایا کہ امّ المومنین اپنے ہی زمانہ کی عورتوں کو فرماتی ہیں کہ ان میں بعض اُمور حادث ہوئے۔ کاش ان حادثات کو دیکھتیں کہ جب ان کا ہزاروں حصّہ نہ تھے۔ اپنی عبارتِ منقولہ سے ایک ہی ورق پہلے دیکھئے جہاں انہوں نے اپنے آئمہ حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب نقل فرمایا ہے کہ حکم مطلق رکھا ہے نہ کہ زنانِ فتنہ گر سے خاص اور اس کی علّت خوفِ فتنہ بتائی ہے۔ نہ کہ خاص وقوع یہی بعینہٖ نصِ ہدایہ ہے۔

يُكْرَهُ لَهُنَّ حُضُوْرُ الْجَمَاعَةِ يَعْنِي الشَّوَابَّ مِنْهُنَّ لِمَا فِيْهِ مِنْ خَوْفِ الْفِتْنَةِ	عورتوں کیلئے جماعت کی حاضری مکروہ ہے یعنی جوان عورتوں کیلئے کیونکہ اس میں فتنے کا اندیشہ ہے۔

ہاں! جن سے وقوع ہو رہا ہے جیسے زنانِ مصر، ان کیلئے حرام بدرجۂ اولیٰ بتایا گیا ہے۔ کہ جب خوفِ فتنہ پہ ہمارے آئمہ مطلقاً حکم حرمت فرما چکے تو جہاں فتنے پورے ہیں وہاں کا کیا ذکر۔

عورت کیلئے جماعت میں شمولیت مکروہ ہے

عبارتِ عینی یہ ہے:

قَالَ صَاحِبُ الْهِدَايَةِ يُكْرَهُ لَهُنَّ حُضُوْرُ الْجَمَاعَاتِ قَالَتِ الشُّرَّاحُ يَعْنِي الشَّوَابَّ	صاحب ہدایہ نے فرمایا "عورتوں کیلئے جماعتوں کی حاضری مکروہ ہے۔

فِيْهِنَّ وَقَوْلُهُ الْجَمَاعَاتِ يَتَنَاوَلُ الْجُمَعَ وَالْاَعْيَادَ وَالْكُسُوْفَ وَالْاِسْتِسْقَاءَ وَعَنِ الشَّافِعِيِّ يُبَاحُ لَهُنَّ الْخُرُوْجُ قَالَ اَصْحَابُنَا لِاَنَّ فِيْ خُرُوْجِهِنَّ خَوْفَ الْفِتْنَةِ وَهُوَ سَبَبٌ لِلْحَرَامِ وَمَا يُفْضِىْ اِلَى الْحَرَامِ حَرَامٌ فَعَلٰى هٰذَا قَوْلُهُمْ يُكْرَهُ مُرَادُهُمْ يَحْرُمُ لَا سِيَّمَا فِيْ هٰذَا الزَّمَانِ يَشِيْعُ الْفَسَادُ فِيْ اَهْلِهٖ۔

بعض شارحین نے کہا یعنی جوان عورتوں کے لیئے مصنف کا قول "جماعتوں" جمعہ، عیدین، کسوف، استقا، سب کو شامل ہے۔ امام شافعی سے مروی ہے کہ عورتوں کیلئے جماعت میں آنا جائز ہے۔ ہمارے لوگوں نے کراہت کی دلیل یہ دی ہے کہ عورتوں کے نکلنے میں فتنے کا اندیشہ ہے اور یہ نکلنا ایک حرام کا سبب ہے۔ اور جو کام حرام تک پہنچانے والے ہوں وہ حرام ہی ہیں۔ اس کے پیش نظر "مکروہ" سے ہمارے علماء کی مراد ہے "حرام" خاص کر اس زمانے میں۔ اس لیئے کہ اب اہل زمانہ میں فساد اور برائی عام ہے (مترجم)

پھر اسی صفحہ پر عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا جمعہ کے دن عورتوں کو کنکریاں مارنا، مسجد سے نکالنا اور امامِ اجلّ ابراہیم نخعی تابعی کا اپنے یہاں کی مستورات کو جمعہ و جماعت میں نہ جانے دینا ذکر کیا۔ کَمَا تَقَدَّمَ عِنَایَہ سے گزرا کہ امیرالمومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو حضورِ مسجد[1] سے منع کیا۔

عورتوں کیلئے زیارتِ قبور کی ممانعت عام ہے

کیا مدینہ طیبہ کی وہ بیبیاں کہ صحابیات و تابعیات تھیں اور ان امامِ اجلّ تابعی کی مستورات معاذ اللہ فتنہ گر و اہلِ فساد تھیں؟ حاشا ہرگز نہیں۔

[1] مسجد کی حاضری۔ ۱۲

یا للعجب۔ اگر صحابہؓ و تابعین کرام کو بھی کہا جائے کہ سب کو ایک لکڑی ہانکا اور متقین و فجار کا فرق نہ کیا۔ حاشا ثم حاشا ہم۔ تو ثابت ہوا کہ منع عام ہے صرف فاسقات سے خاص نہیں۔ اور ان کا خصوصاً ذکر فرمایا کہ زنانِ مصر کے خصائل گنانا اس لیئے ہے کہ ان پر بدرجۂ اولیٰ حرام ہے۔ نہ کہ فقط فتنہ اٹھانے والیوں کو ممانعت ہے یا وہ بھی صرف مغنیہ و دلّالہ کو۔

۸۔ اسی نے آپ کی منقولہ عبارت عینی جلد چہارم کا مطلب واضح کر دیا کہ حکم یہ بیان فرمایا کہ اب زیارتِ قبور عورتوں کو مکروہ ہی نہیں بلکہ حرام ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ ویسی کو حرام ہے، ایسی کو حلال ہے۔ ویسی کو تو پہلے بھی حرام تھا اس زمانہ کی کیا تخصیص۔ آگے فرمایا "خصوصاً" زنانِ مصر اور اس کی تعلیل کی کہ ان کا خروج بروجہِ فتنہ ہے۔ یہ وہی تحریم کی وجہ ہے نہ کہ حکم وقوع فتنہ سے خاص اور فتنہ گر عورتوں سے مخصوص۔ ہاں! یہ مسلک شافعیہ کا ہے۔ ابھی امام عینی سے سن چکے کہ عِنْدَ الشَّافِعِیِّ یُبَاحُ لَهُنَّ الْخُرُوْجُ ولہٰذا کرمانی پھر عسقلانی پھر قسطلانی کہ سب شافعیہ ہیں شروحِ بخاری میں اس طرف گئے۔ کرمانی نے قول تیمی کہ "اس حدیث میں بعض زنان کے سبب سب عورتوں کی ممانعت پر دلیل ہے" نقل کرکے کہا،

قُلْتُ الَّذِیْ یُعَوَّلُ عَلَیْهِ مَا قُلْنَا وَلَمْ یَحْدُثِ الْفَسَادُ فِی الْکُلِّ۔	میں نے کہا۔ معتمد وہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔ سب عورتوں میں خرابی نہیں پیدا ہوئی ہے۔ (مترجم)

ان کے اس خیال کے دو شافی جواب ابھی گزرے اور تیسرا سب سے

ے پرہیزگاروں اور فاجروں بدعملوں کا۔ ۱۲ ے علّت بتائی، سبب بیان کیا۔ ۱۲
ے نکلنا۔ ۱۲۔ ے، ے ایک جواب تو یہ کہ دل کی صلاح و فساد پوشیدہ چیز ہے۔ کیا پتہ کس کے دل میں صلاح و درستی ہے، فساد نہیں۔ اور کس میں فساد و خرابی ہے۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

اعلیٰ باذنہٖ تعالیٰ عنقریب آتا ہے۔ امام عینی نے یہاں اس سے تعرض نہ فرمایا کہ اسی حدیث کے نیچے ڈیڑھ ہی ورق پہلے اپنے مذہب اور اپنے آئمہ کا ارشاد بتا چکے تھے۔

زیارتِ قبور کی عورتوں کو اسوقت اجازت تھی جب مسجد میں انکا جانا مباح تھا

۹۔ عبارتِ غنیہ کہ آپ نے نقل کی۔ اس سے اوپر کی سطر دیکھئے کہ اجازت

(بسلسلہ صفحہ گذشتہ) ۔ صلاح نہیں۔ دوسرا جواب یہ کہ حضرت فاروقِ اعظم، حضرت عبداللہ بن عمر اور ایک جلیل القدر تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے زمانہ اور اپنے گھر کی عورتوں کو روکا۔ جب دورِ صحابہ اور تابعین میں حالت بدل گئی اور عورتوں کو روکا گیا تو کیا اس زمانے کی عورتیں اُن زمانوں کی خواتین سے بہتر ہیں کہ اُن سے اندیشہ تھا، اِن سے اندیشہ نہیں جب وہ روکی گئیں تو انہیں بدرجۂ اولیٰ روکا جائے گا۔

تیسرا جواب یہ آرہا ہے کہ ہم نے مانا عورت صالحہ و پارسا ہے۔ اس سے اندیشۂ فتنہ نہیں۔ مگر فتنہ یہیں تک محدود نہیں۔ فتنہ ایک اور ہے جو اس سے بھی سخت ہے۔ فاسقوں، بدکاروں کی طرف سے عورت پر فتنے کا اندیشہ ہے (جیسا کہ اس زمانے میں تجربہ روزمرہ ہے) یہاں عورت کی نیکی و پارسائی کیا کام دے گی؟ اس فتنہ کا کیا علاج؟ بہرحال عورت سے اندیشہ ہو یا عورت پر اندیشہ ہو دونوں خطرناک ہیں۔ لہٰذا ممانعت ضرور ہوگی۔

کاش اگر عورتیں احکامِ اسلام پر عمل پیرا ہو کر اندرونِ خانہ رہ کر اپنی پاک دامنی محفوظ رکھتیں تو بدمعاشوں، آوارہ گردوں کو عصمت دری اور ظلم و ستم کے یہ مواقع فراہم نہ ہوتے جن پر آج بار بار احتجاج ہو رہا ہے اور کوئی حل نظر نہیں آتا۔ خود عورتیں اپنے کو اسلامی شریعت کے دائرے میں رکھیں تو بڑی حد تک امان اور بہت سے فتنوں کا سدِّباب ہو جائے۔ ورنہ

(باقی اگلے صفحہ پر)

اس وقت بھی جب انہیں مسجدوں میں جانا مباح تھا۔ اب مسجدوں کی ممانعت دیکھئے۔ سب کو ہے یا زنانِ فتنہ گر کو؟ اس کے سات سطر بعد کی عبارت دیکھئے:

يَعْضُدُهُ الْمَعْنَى الْحَادِثُ بِاخْتِلَافِ الزَّمَانِ الَّذِي بِسَبَبِهِ كُرِهَ لَهُنَّ حُضُورُ الْجُمَعِ وَ الْجَمَاعَاتِ الَّذِي أَشَارَتْ إِلَيْهِ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا بِقَوْلِهَا لَوْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ بَعْدَهُ لَمَنَعَهُنَّ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَإِذَا قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا هٰذَا عَنْ نِسَاءِ زَمَانِهَا فَمَا ظَنُّكَ بِنِسَاءِ زَمَانِنَا۔

اس کی تائید تبدیلیٔ زمانہ سے پیدا ہونے والا وہ معنی کر رہا ہے جس کے سبب عورتوں کے لیئے جمعہ و جماعات کی حاضری مکروہ ہوئی جس کی طرف حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے اس فرمان سے اشارہ کیا کہ "اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ حالت دیکھتے جو عورتوں نے ان کے بعد پیدا کرلی ہے تو انہیں روک دیتے۔ جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئیں"۔ جب عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے زمانے کی عورتوں کے بارے میں یہ فرمارہی ہیں تو ہمارے زمانے کی عورتوں کا کیا حال ہوگا؟ (مترجم)

دیکھئے: اسی منعِ مساجد سے سندلی[1] جس کا حکم عام ہے تو لِمَا فِي خُرُوجِهِنَّ

(بسلسلہ صفحہ گذشتہ) اسلامی شریعت کے ٹھکرانے کا انجام اور بھی افسوس ناک ہوسکتا ہے۔ خدا ہدایت دے اور حفاظت فرمائے۔ ۱۲۔ [1] چھیڑنا۔ پیش آنا ۱۲

[1] یہ فاضل سائل نے غنیۃ المستملی کی عبارت نقل کرکے اس سے بھی استدلال کرنا چاہا تھا۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے سائل کو اس سے آگے پیچھے کی عبارت دکھائی اور بتایا

(باقی اگلے صفحہ پر)

مِنَ الْفَسَادِ سے فسادِ بعض ہی مُراد اور اسی سے مُنع کُل مُستفاد نہ کہ صرف فساد والیوں پر قصرِ ارشاد۔

قبروں پر جانے والی عورت مستحقِ لعنت ہے

۱۰۔ غنیہ نے (ان دونوں عبارتوں کے بیچ میں آپ کی منقول کردہ متصل بحوالہ تاتارخانیہ)۔ یہ شعبی سے جو کچھ نقل ہے وہ بھی ملاحظہ ہو:

سُئِلَ الْقَاضِیْ عَنْ جَوَازِ خُرُوْجِ النِّسَآءِ اِلَی الْمَقَابِرِ قَالَ لَا یُسْئَلُ عَنِ الْجَوَازِ	یعنی امام قاضی سے استفتاء ہوا کہ عورتوں کو مقابر کو جانا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا ایسی جگہ جواز و

(بسلسلہ صفحہ گذشتہ) کہ صاحبِ غنیہ نے اس وقت کی اجازت بیان کی ہے جب عورتوں کے لیئے مسجد وں کی حاضری جائز تھی۔ مگر اپنے زمانے کے لیئے تو وہ بھی عورتوں کی زیارتِ قبر کو جانا، ناجائز مانتے ہیں۔ اور دلیل میں یہی پیش کرتے ہیں کہ عورتوں کو مسجدوں کی حاضری سے ممانعت ہوئی تو قبروں کی حاضری سے بھی ممانعت ہوگی۔ اب دیکھئے کہ مساجد کی حاضری سے ممانعت سب کے لیئے ہے یا بعض کے لیئے؟ جب مسجدوں سے حاضری سے ممانعت سب کے لیئے ہے تو قبروں کی حاضری سے ممانعت بھی سب کے لیئے ہوگی۔
اب آپ منقولہ عبارت پر غور کیجئے: عبارت ہے: لِمَا فِی خُرُوْجِهِنَّ مِنَ الْفَسَادِ (کیوں کہ ان عورتوں کے نکلنے میں خرابی ہے) ظاہر ہے کہ یہ فساد و خرابی دنیا کی تمام عورتوں میں نہیں، صرف بعض میں ہے۔ تو معلوم ہوا کہ صاحبِ غنیہ فسادِ بعض ہی کے سبب سب کی حاضری کو ممنوع بتا رہے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ممانعتِ مسجد سے استدلال کیا ہے جو سب کے لیئے ہے۔ تو یہ حاضریٔ قبر کی ممانعت بھی سب کیلئے ہوگی۔ ایسا نہیں کہ ان کا ارشاد صرف فساد والیوں پر محدود رہے۔ ۱۲ م

وَالْفَسَادِ فِیْ مِثْلِ ھٰذَا وَاِنَّمَا یُسْئَلُ عَنْ مِّقْدَارِ مَا یَلْحَقُھَا مِنَ اللَّعْنِ فِیْھَا وَاعْلَمْ اَنَّھَا کُلَّمَا قَصَدَتِ الْخُرُوْجَ کَانَتْ فِیْ لَعْنَۃِ اللہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَاِذَا خَرَجَتْ تَحُفُّھَا الشَّیَاطِیْنُ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ وَّ اِذَا اَتَتِ الْقُبُوْرُ یَلْعَنُھَا رُوْحُ الْمَیِّتِ وَ اِذَا رَجَعَتْ کَانَتْ فِیْ لَعْنَۃِ اللہِ ؎

عدم جواز نہیں پوچھتے۔ یہ پوچھو کہ اس میں عورت پر کتنی لعنت پڑتی ہے جب گھر سے قبور کی طرف چلنے کا ارادہ کرتی ہے۔ اللہ اور فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے جب گھر سے باہر نکلتی ہے۔ سب طرفوں سے شیطان اسے گھیر لیتے ہیں۔ جب قبر تک پہنچتی ہے میت کی رُوح اس پر لعنت کرتی ہے۔ جب واپس آتی ہے اللہ کی لعنت میں ہوتی ہے۔

ملاحظہ ہو استفتاء کیا خاص فاسقات کے بارے میں تھا؟ مطلق عورتوں کے قبروں کو جانے سے سوال تھا۔ اس کا یہ جواب ملا۔ اس جواب میں کہیں فاسقات کی تخصیص ہے؟ غرض یہ عبارات جن سے آپ نے استدلال فرمایا، آپ کی نقیض مدّعا میں نص ہیں۔

۱۱۔ یہاں ایک نکتہ اور ہے جس سے عورتوں کی قسمیں بنانے، ان کی اصلاح و فساد پر نظر کرنے کے کوئی معنی ہی نہیں رہتے۔ اور قطعاً حکم سب کو عام ہو جاتا ہے۔ اگرچہ کیسی صالحہ پارسا ہو۔ فتنہ وہی نہیں کہ عورت کے دل سے پیدا ہو۔ وہ بھی ہے اور سخت تر ہے۔ جس کا فسّاق سے عورت پر اندیشہ ہو، یہاں عورت کی صلاح کیا کام دے گی؟

حضرت زبیر نے اپنی زوجہ کو مسجدِ نبوی میں جانے سے روک دیا

حضرت سیدنا زبیر بن العوّام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ مقدسہ صالحہ

عابدہ، زاہدہ، تقیہ، نقیہ حضرت عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اسی معنی پر عملی طور سے متنبہ کر کے حاضری مسجد کریم مدینہ طیبہ سے باز رکھا۔ ان پاک بی بی کو مسجد کریم سے عشق تھا۔ پہلے امیرالمومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ قبل نکاح امیرالمومنین سے شرط کرالی کہ مجھے مسجد سے نہ روکیں۔ اُس زمانۂ خیر میں محض عورتوں کو ممانعت قطعی جزمی نہ تھی جس کے سبب بیبیوں کو حاضری مسجد اور گاہ گاہ زیارتِ بعض مزارات بھی منقول۔ صحیحین میں اُمِ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے،

نُهِيْنَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا۔	ہمیں جنازوں کے پیچھے جانے سے منع فرمایا گیا۔ مگر قطعی ممانعت نہ تھی۔

اسی پر غنیہ کی اس عبارت میں فرمایا کہ یہ اس وقت تھا جب حاضری مسجد انہیں جائز تھی۔ اب حرام اور قطعی ممنوع ہے۔ غرض اس وجہ سے امیرالمومنین نے ان کی شرط قبول فرمالی۔ پھر بھی چاہتے یہی تھے کہ یہ مسجد نہ جائیں۔ یہ کہتیں آپ منع فرمادیں میں نہ جاؤں گی۔ امیرالمومنین بہ پابندیٔ شرع منع نہ فرماتے۔ امیرالمومنین کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح ہوا۔ منع فرماتے وہ نہ مانتیں۔ ایک روز انہوں نے یہ تدبیر کی کہ عشاء کے وقت اندھیری رات میں کسی دروازے میں چھُپ رہے۔ جب یہ آئیں۔ اس دروازے سے آگے بڑھی تھیں کہ انہوں نے نکل کر پیچھے سے ان کے سر مبارک پر ہاتھ مارا۔ اور چھُپ رہے۔ حضرت عاتکہؓ نے کہا،

اِنَّا لِلّٰهِ۔ فَسَدَ النَّاسُ۔

ترجمہ: ہم اللہ کے لیئے ہیں۔ لوگوں میں فساد آگیا۔

یہ فرما کر مکان کو واپس آئیں اور پھر جنازہ ہی نکلا۔ تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں یہ تنبیہہ فرمائی کہ عورت کیسی ہی صالح ہو، اسکی طرف سے

اندیشہ نہ بھی فاسق مردوں کی طرف سے اس پر خوف کا کیا علاج ؟

یہ ممانعت رفعِ شر کے لئے ہے

اب یہ سب کو ایک پھانسی پر لٹکانا ہوا یا مقدس پاک دامنوں کی عزت کو شریروں کے شر سے بچانا ؟ ہمارے آئمہ نے دونوں علّتیں ارشاد فرمائیں :

ارشادِ ہدایہ : لِمَا فِيْهِ مِنْ خَوْفِ الْفِتْنَةِ دونوں کو شامل ہے۔ عورت سے خوف ہو یا عورت پر خوف ہو۔ اور آگے علتِ دوم کی تصریح فرمائی کہ :

لَا بَاسَ لِلْعَجُوْزِ اَنْ تَخْرُجَ فِي الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ۔ قَالَا يَخْرُجْنَ فِي الصَّلٰوتِ كُلِّهَا لِاَنَّهٗ لَا فِتْنَةَ لِقِلَّةِ الرَّغْبَةِ اِلَيْهَا وَلَهٗ اَنَّ فَرْطَ الشَّبَقِ حَامِلٌ فَتَقَعُ الْفِتْنَةُ غَيْرَ اَنَّ الْفُسَّاقَ اِنْتِشَارُهُمْ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْجُمُعَةِ۔

فجر، مغرب اور عشاء کے اندر بڑھیا کو آنے میں حرج نہیں اور امام ابو یوسف و امام محمد کہتے ہیں کہ بڑھیا تمام نمازوں میں حاضر ہو۔ اس لیئے کہ اس کے نکلنے میں فتنہ نہیں۔ کیونکہ اس کی طرف رغبت کم ہوتی ہے۔ امام اعظم کی دلیل یہ ہے کہ زیادتی شہوت یہاں بھی برانگیختہ کرتی ہے تو فتنہ واقع ہو جائے گا۔ ہاں یہ ہے کہ فساق و اوباش، ظہر اور عصر اور جمعہ کے اوقات میں ادھر ادھر پھیلے رہتے ہیں تو ان ہی اوقات میں بڑھیا کے لیئے ممانعت ہوئی۔ (مترجم)

غلبۂ فساد کے پیشِ نظر عورت کی جماعت میں شرکت منع ہے

محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں فرمایا :

بِالنَّظَرِ اِلَى التَّعْلِيْلِ الْمَذْكُوْرِ مُنِعَتْ غَيْرُ الْمُزَيَّنَةِ اَيْضًا بِغَلَبَةِ الْفُسَّاقِ وَلَيْلًا وَّاِنْ كَانَ النَّصُّ يُبِيْحُهُ لِاَنَّ الْفُسَّاقَ فِيْ زَمَانِنَا اَكْثَرُ انْتِشَارِهِمْ وَتَعَرُّضِهِمْ بِاللَّيْلِ وَعَمَّمَ الْمُتَاَخِّرُوْنَ الْمَنْعَ لِلْعَجَائِزِ وَالشَّوَابِّ فِي الصَّلٰوةِ كُلِّهَا بِغَلَبَةِ الْفَسَادِ فِيْ سَائِرِ الْاَوْقَاتِ

دلیل مذکور کے پیشِ نظر ایسی عورت کو بھی روکا گیا جو خود بدکار نہیں ۔ کیونکہ بدمعاشوں کا غلبہ ہے اور رات کو بھی ممانعت ہے ۔ اگرچہ نصِّ امام سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے اس لیئے کہ ہمارے زمانے میں فاسقوں ، بدکاروں کی چلت پھرت چھیڑ چھاڑ رات کو ہی زیادہ ہوتی ہے اور بعد کے علماء نے تو بوڑھیوں جوانوں سب کے لیئے تمام نمازوں میں عام ممانعت کر دی ہے ۔ کیونکہ اب تمام اوقات میں فساد و خرابی کا غلبہ ہے ۔

(مترجم)

اس مضمون کی عبارات جمع کی جائیں تو ایک کتاب ہو ۔ خود اسی عمدۃ القاری جلد سوئم میں اپنی عبارت منقولہ سے سوا صفحہ پہلے دیکھئے ۔

فِيْهِ (اَيْ فِي الْحَدِيْثِ) اَنَّهٗ يَنْبَغِيْ (اَيْ لِلزَّوْجِ) اَنْ يَّاْذَنَ لَهَا وَلَا يَمْنَعَهَا مِمَّا فِيْهِ مَنْفَعَتُهَا وَذٰلِكَ اِذَا لَمْ يَخَفِ الْفِتْنَةَ اِلَيْهَا وَلَا بِهَا وَقَدْ كَانَ هُوَ الْاَغْلَبَ فِيْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ بِخِلَافِ زَمَانِنَا

حدیث میں ہے کہ شوہر کو چاہیئے کہ عورت کو اجازت دیدے اور اسے ایسے کام سے نہ روکے جس میں اس کا فائدہ ہے ۔ یہ حکم اس حالت میں ہے جب کہ عورت سے اور عورت پر فتنے کا اندیشہ نہ ہو ۔ اور سرکار کے مبارک

هٰذَا اِيَّانَ الْفَسَادَ فِيْهِ فَاشٍ وَّالْمُفْسِدُوْنَ كَثِيْرُوْنَ وَ حَدِيْثُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا يَدُلُّ عَلٰى هٰذَا۔

زمانے میں ایسا ہی تھا بخلاف ہمارے زمانہ کے کہ اس میں برائی پھیلی ہوئی ہے اور مفسدین بدعمل زیادہ ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث بھی اس کا پتہ دے رہی ہے۔ (مترجم)

زیارت قبور عورتوں کے لیے حرام ہے

اسی کی جلد چہارم کا مطلب واضح کر دیا کہ حکم کیا بیان فرمایا یہ کہ اب زیارتِ قبور عورتوں کو مکروہ ہی نہیں بلکہ حرام ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ ویسی کو حرام ہے ایسی کو حلال ہے۔ ویسی کو تو پہلے بھی حرام تھا۔ اس زمانہ کی کیا تخصیص؟ آگے فرمایا "خصوصاً زنانِ مصر" اور اس کی تعلیل کی کہ ان کا خروج بروجہ فتنہ ہے۔ یہ وہی اولیت تحریم کی وجہ ہے۔ نہ کہ حکمِ وقوعِ فتنہ سے خاص اور فتنہ گر عورتوں سے مخصوص۔ ہاں یہ مسلک شافعیوں کا ہے۔ ابھی امام عینی سے سن چکے کہ عَنِ الشَّافِعِيِّ يُبَاحُ لَهُنَّ الْخُرُوْجُ ولہٰذا کرمانی پھر عسقلانی۔ پھر قسطلانی کہ سب شافعیہ ہیں۔ شروحِ بخاری میں اس طرف گئے کرمانی نے قول امام تیمی کہ "فسادِ بعض زنان کے سبب سب عورتوں کو ممانعت پر دلیل ہے۔" نقل کر کے کہا:

قُلْتُ الَّذِيْ يُعَوَّلُ عَلَيْهِ مَا قُلْنَا وَلَمْ يَحْدُثِ الْفَسَادُ فِي الْكُلِّ۔

میں نے کہا "معتمد وہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔ سب عورتوں میں تو خرابی نہیں آئی ہے۔ (مترجم)

جلد چہارم میں ابوعمر ابنِ عبدالبر سے دیکھئے:

اَمَّا الشَّوَابُّ فَلَا تُؤْمَنُ

رہیں جوان عورتیں تو ان پر اور

مِنَ الْفِتْنَةِ عَلَيْهِنَّ وَبِهِنَّ حَيْثُ خَرَجْنَ وَلَا شَيْءَ لِلْمَرْأَةِ أَحْسَنَ مِنَ اللُّزُوْمِ قَعْرَ بَيْتِهَا۔

ان سے فتنہ واقع ہوجانے سے بے خوفی نہیں۔ یہ جہاں بھی نکلیں عورت کے لیے اپنے گھر کی تہہ اختیار کرنے سے بہتر اور کوئی چیز نہیں۔ (مترجم)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! اب تو وضوحِ حق میں کچھ کمی نہ رہی۔

شوہر صرف چند مقامات پر جانے کیلئے عورت کو اجازت دے

۱۲۔ ذرا یہ بھی دیکھ لیجئے کہ ہمارے علماء کرام نے خروجِ زن کے چند مواضع گنائے جن کا بیان ہمارے رسالہ مُرُوجُ النَّجَا لِخُرُوجِ النِّسَاءِ میں ہے اور صاف فرمادیا ہے کہ ان کے سوا ہیں اجازت نہیں۔ اور اگر شوہر اذن دے گا تو دونوں گنہگار ہوں گے۔

درمختار میں ہے:

لَا تَخْرُجُ اِلَّا لِحَقٍّ لَهَا اَوْ عَلَيْهَا اَوْ لِزِيَارَةِ اَبَوَيْهَا كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً اَوِ الْمَحَارِمِ كُلَّ سَنَةٍ وَلِكَوْنِهَا قَابِلَةً اَوْ غَاسِلَةً لَا فِيْمَا عَدَا ذٰلِكَ وَاِنْ اَذِنَ كَانَا عَاصِيَيْنِ۔

عورت نہ نکلے مگر اپنے لیئے یا اپنے اوپر کسی حق کے یا ہر ہفتہ میں ایک بار والدین کی ملاقات کے لیئے یا سال میں ایک بار دیگر محارم کی ملاقات کے لیئے اور دایہ یا نہلانے والی ہونے کے سبب انکے علاوہ صورتوں میں نہ نکلے اور اگر شوہر نے اجازت دیدی تو دونوں گنہگار ہوں گے۔ (مترجم)

نوازلِ امام فقیہہ ابُوالليث وفتاویٰ خلاصہ وفتح القدیر وغیرہا میں ہے

يَجُوْزُ لِلزَّوْجِ اَنْ يَّاْذَنَ

شوہر کے لیے جائز ہے کہ عورت

لَهَا بِالْخُرُوْجِ اِلٰی سَبْعَةِ مَوَاضِعَ زِيَارَةُ الْاَبَوَيْنِ وَعِيَادَتِهِمَا وَتَعْزِيَتُهُمَا اَوْ اَحَدِهِمَا وَزِيَارَةُ الْمَحَارِمِ فَاِنْ كَانَتْ قَابِلَةً اَوْ غَاسِلَةً اَوْ كَانَ لَهَا عَلٰی اٰخَرَ حَقٌّ اَوْ كَانَ لِاٰخَرَ عَلَيْهَا حَقٌّ تَخْرُجُ بِالْاِذْنِ وَبِغَيْرِ الْاِذْنِ وَالْحَجُّ عَلٰی هٰذَا وَفِيْمَا عَدَا ذٰلِكَ مِنْ زِيَارَةِ الْاَجَانِبِ وَعِيَادَتِهِمْ وَالْوَلِيْمَةِ لَا يَاْذَنُ لَهَا لَوْ اَذِنَ وَخَرَجَتْ كَانَا عَاصِيَيْنِ ط

کو سات مقامات میں نکلنے کی اجازت دے (۱) ماں ۔ باپ دونوں یا کسی ایک کی ملاقات (۲) ان کی عیادت (۳) ان کی تعزیت (۴) محارم کی ملاقات (۵) اگر دایہ ہو (۶) یا مُردہ کو نہلانے والی ہو (۷) یا اس کا کسی دوسرے پر حق ہو تو ان آخری تین صورتوں میں اجازت لے کر اور بلا اجازت بھی نکلے گی ۔ حج بھی اسی حکم میں ہے ۔ ان صورتوں کے علاوہ اجنبیوں کی ملاقات ان کی عیادت اور دعوتِ ولیمہ کے لئے شوہر اجازت نہ دے ۔ اگر اجازت دی اور عورت گئی تو مرد و عورت دونوں گنہگار ہونگے[1] (مترجم)

---

[1] یہ عبارت اور یہ سات مقامات یاد رکھنے کے ہیں بردوں نے عورتوں کو آنے جانے کے معاملے میں جتنی چھوٹ دے رکھی ہے اسکا شریعت میں کہیں پتہ نہیں ۔ انہیں اپنی ماتحت عورتوں کے بارے میں اتنی خوش فہمی رہتی ہے کہ جہاں کسی عورت نے کسی عرس، کسی اجتماع، کسی شادی کسی جلسے میں شرکت کسی محرم قرابت دار یا کسی دوست کے یہاں حاضری کی خواہش ظاہر کی، انہوں نے اجازت دے دی ۔ یا اتنے سے نہیں تو ضد و اصرار کے بعد تو ضرور تابع فرمان ہو گئے ۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

ملاحظہ ہو ان میں کہیں زیارتِ قبور کا بھی استثناء کیا ؟ کیا یہ استثناء کسی معتمد کتاب میں مِل سکتا ہے ؟

۱۳۔ اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقِ وَبِہٖ الْوُصُوْلُ اِلٰی ذُرَی التَّحْقِیْقِ

میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے اور اسی کی مدد سے تحقیق کے بلندیوں تک رسائی ہے۔ (مترجم)

محض زیارتِ قبر اور زیارتِ قبور کیلئے عورتوں کے نکلنے میں فرق

ان تمام مباحثِ جلیلہ سے بحمداللہ تعالٰی ایک جلیل و دقیق توفیقِ انیق

(بسلسلہ صفحہ گزشتہ) لوگ راہوں اور غیر محرموں کے گھروں میں عورتوں کی بے پردگی، نامحرموں سے آنکھیں ملا کر گفتگو، یا کم از کم اجنبیوں وہ بھی فاسقوں، فاجروں بلکہ کافروں شاطروں، خدا ناترسوں کی نظر پڑنے کا تماشا خود دیکھتے ہوں اور دوسروں کی عورتوں کیلئے اسے سخت ناپسند بھی کرتے ہیں اور واقعی حمیتِ اسلامی کا تقاضا بھی یہی ہونا چاہیئے۔ مگر خود بھی تو اجازت دیتے وقت انجام پر غور کر لینا چاہیئے۔

یہ اور بات ہے کہ مولائے کریم کی طرف سے حفاظت ہو جائے اور اصل فتنے کا وقوع نہ ہو۔ مگر بتائیے؟ کیا شریعت نے عورت کو نامحرموں، اجنبیوں کے سامنے اس بے پردگی کی کہیں اجازت دی ہے۔ صحابہ و تابعین تو اپنی پارسا، نمازی متقی عورتوں کے لیئے وہ پابندیاں رکھیں اور اب یہ آزادیاں دی جائیں۔ دونوں حالتوں اور نظریوں میں کتنا فرق ہے؟ اب تو پہلے سے زیادہ پابندی کی ضرورت ہے۔ اللہ ہدایت دے اور شریعتِ مطہرہ پر عمل کی توفیق سے نوازے۔ آمین۔ ۱۲ م

لہ یہی وہ تطبیق ہے جس کا اشارہ ۵ کے حاشیہ میں گزرا۔ حاصل یہ ہے کہ علماء کرام کی عبارتوں میں کوئی اختلاف نہیں۔ کیونکہ جائز کہتے والے عام علماء نے یہ لکھا

(باقی آگے)

ظاہر ہوئی ۔ عامۂ مجوزین "نفسِ زیارتِ قبر" لکھتے ہیں کہ اس کی اجازت عورتوں کو بھی ہوئی۔ زیارتِ قبور کے لیئے "خروجِ نساء" نہیں کہتے ۔ عام کتب میں اسی قدر ہے اور مانعین زیارتِ قبر کے لیئے عورتوں کے "جاتے" کو منع فرماتے ہیں۔ ولہٰذا خروج الی المسجد کی ممانعت سے سند لاتے ہیں۔ اوران کے خروج میں خوفِ فتنہ سے استدلال فرماتے ہیں۔ تمام نصوص کہ ہم نے ذکر کیئے اسی طرف جاتے ہیں۔ تو اگر قبر گھر میں ہو یا عورت مثلاً حج یا کسی سفرِ جائز کو گئی۔ راہ میں کوئی قبر ملی اس کی زیارت کر لی۔ بشرطیکہ جزع و فزع و تجدیدِ حزن و بکا ونوحہ و افراط و تفریط ادب وغیرہا منکراتِ شرعیہ سے خالی ہو ۔

(بسلسلہ صفحہ گزشتہ) ہے کہ عورت کے لیئے "زیارتِ قبر" جائز ہے اور ناجائز کہنے والوں نے یہ فرمایا ہے کہ زیارتِ قبر کے لیئے عورتوں کا "جانا" منع ہے ۔ جو جائز کہتے والے ہیں وہ "زیارتِ قبر" کو جائز کہتے ہیں ۔ اس مقصد سے "جانے اور باہر نکلنے" کو نہیں اور جو ناجائز کہتے ہیں وہ زیارت کے لیئے " جانے اور باہر نکلنے کو" ناجائز کہتے ہیں ۔ خاص "زیارتِ قبر" کو نہیں ۔

تو اگر ایسی صورت ہو کہ اس مقصد سے نکلنا نہ پایا جائے اور زیارتِ قبر کر لیں تو منع کرنے والے بھی اسے جائز رکھیں گے مثلاً (۱) قبر گھر میں ہے (۲) عورت سفرِ حج میں (۳) یا کسی جائز سفر کو جارہی ہے ۔ راہ میں قبر ہے۔ اس نے زیارت کر لی تو اسقدر جائز ہی ہوگا۔ بشرط یہ کہ ایسا کوئی امر نہ پایا جائے جو شرعاً جائز نہیں ۔ مثلاً رونا دھونا، بے صبری، گھبراہٹ، پریشانی ظاہر کرنا، قبر کی بے ادبی یا حدِ شرع سے زیادہ تعظیم کرنا وغیرہ ۔ لیکن چونکہ یہ ساری رعایتیں عموماً عورتوں سے نہیں ہو پاتیں۔ اس لیئے فاضل بریلوی آگے فرماتے ہیں کہ زیادہ خیریت اسی میں ہے کہ انہیں اس سے بھی روکا جائے (عام اجازت نہ دیجائے) اور ایک مستحب کی طمع میں بہت سے ممنوعات کا خطرہ مول نہ لیا جائے ۔ ۱۲ م ۔

کشف بزدوی میں جن روایات سے صحتِ رخصت پر استناد فرمایا ان کا مفاد اسی قدر ہے۔

حَیْثُ قَالَ وَالْاَصَحُّ اَنَّ الرُّخْصَةَ ثَابِتَةٌ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ جَمِیْعًا فَقَدْ رُوِیَ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا كَانَتْ تَزُوْرُ قَبْرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ كُلِّ وَقْتٍ وَّاَنَّهَا لَمَّا خَرَجَتْ حَاجَّةً زَارَتْ قَبْرَ اَخِیْهَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ۔

انہوں نے یوں فرمایا " اور صحیح تر یہ ہے کہ رخصت مرد و عورت دونوں کے لیئے ثابت ہے۔ کیونکہ مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت تو ہر وقت کرتیں اور جب سفر حج کو نکلتیں تو راہ میں اپنے بھائی عبد الرحمن کی قبر کی زیارت کر لیتیں۔ (مترجم)

عورتوں کا زیارتِ قبور کیلئے جانا مکروہ تحریمی ہے

بحر الرائق و عالمگیری و جامع الرموز و مختار الفتویٰ و کشف الغطاء و سراجیہ و درِ مختار و فتح المنان کی عبارتیں جن سے تصحیح المسائل میں استناد کیا، ہمارے خلاف نہیں۔ ہاں مائتہ مسائل پر رد ہیں۔ جس میں مطلق کہا تھا " زنان را زیارتِ قبور بقول اصح مکروہِ تحریمی است" لاجرم وہی ردمختار جس میں تھا۔

لَا بَاْسَ بِزِیَارَةِ الْقُبُوْرِ لِلنِّسَاءِ۔

عورتوں کے لیئے " زیارتِ قبور میں حرج نہیں۔ (مترجم)

اسی میں ہے:

وَیُکْرَہُ خُرُوْجُھُنَّ تَحْرِیْمًا	عورتوں کا نکلنا مکروہِ تحریمی ہے۔ (مترجم)

جنازے میں شرکت کی ممانعت

وہی بحر الرائق جس میں تھا: "اَلْاَصَحُّ اَنَّ الرُّخْصَۃَ ثَابِتَۃٌ لَھُمَا"[ل] اسی میں ہے:

لَا یَنْبَغِیْ لِلنِّسَآءِ اَنْ یَّخْرُجْنَ فِی الْجَنَازَۃِ لِاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہَاھُنَّ عَنْ ذٰلِکَ وَقَالَ اِنْصَرِفْنَ مَاْزُوْرَاتٍ غَیْرَ مَاْجُوْرَاتٍ ط	عورتوں کو جنازے میں "نکلنا" نہ چاہیے کیونکہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انہیں اس سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ وہ گنہگار بے ثواب پلٹتی ہیں۔ (مترجم)

اتباع جنازہ کہ فرضِ کفایہ ہے۔ جب اس کے لیئے ان کا خروج ناجائز ہوا تو زیارتِ قبور کہ صرف مستحب ہے اس کیلئے کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

پھر نفسِ زیارتِ قبر جس کے لیئے عورت کا خروج نہ ہو اس کا جواز بھی عند التحقیق فی نفسہٖ ہے کہ جن شروطِ مذکورہ سے مشروط ان کا اجتماع نظر بعادت زنان نادر ہے۔ اور نادر پر حکم نہیں ہوتا تو سبیلِ اسلم اس سے بھی روکنا ہے۔

ل صحیح تر یہ ہے کہ رخصت زیارت مرد و عورت دونوں کیلئے ثابت ہے۔

زیارتِ قبر سے منع کرنے اور نہ منع کرنے میں تطبیق اور اس پر اعلیٰحضرت کا حاشیہ

ردالمحتار و منحتہ الخالق میں ہے:

إِنْ كَانَ ذٰلِكَ لِتَجْدِيْدِ الْحُزْنِ وَالْبُكَاءِ وَالنَّدْبِ عَلٰى مَا جَرَتْ بِهٖ عَادَتُهُنَّ فَلَا يَجُوْزُ وَعَلَيْهِ حُمِلَ حَدِيْثُ لَعَنَ اللّٰهُ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَإِنْ كَانَ لِلْاِعْتِبَارِ وَالتَّرَحُّمِ مِنْ غَيْرِ بُكَاءٍ وَالتَّبَرُّكِ بِزِيَارَةِ قُبُوْرِ الصَّالِحِيْنَ فَلَا بَأْسَ إِذَا كُنَّ عَجَائِزَ وَيُكْرَهُ إِذَا كُنَّ شَوَابَّ كَحُضُوْرِ الْجَمَاعَةِ فِي الْمَسْجِدِ اھ زَادَ فِيْ رَدِّ الْمُحْتَارِ هُوَ تَوْفِيْقٌ حَسَنٌ اھ وَكَتَبْتُ عَلَيْهِ. اَقُوْلُ قَدْ عُلِمَ اَنَّ الْفَتْوٰى عَلَى الْمَنْعِ مُطْلَقًا وَّلَوْ عَجُوْزًا وَّلَوْ لَيْلًا فَكَذٰلِكَ فِيْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ بَلْ اَوْلٰى۔

اگر یہ غم تازہ کرنے، رونے اور بین کرنے کے لیئے ہو، جیسا کہ عورتوں کی عادت ہے تو ناجائز ہے۔ اسی پر محمول ہوگی۔ یہ حدیث کہ اللہ نے زیارتِ قبر کرنے والیوں پر لعنت کی۔" اور اگر عبرت حاصل کرنے، روئے بغیر رحم کھانے اور قبورِ صالحین سے برکت حاصل کرنے کے لیئے ہو تو جماعت مسجد میں حاضری کی طرح بوڑھیوں کے لیئے حرج نہیں۔ اور جوانوں کے لیئے مکروہ ہے۔ ردالمحتار میں اضافہ کیا کہ "یہ عمدہ تطبیق ہے"۔ اس پر میں نے (امام احمد رضا نے) حاشیہ لکھا۔ میں کہتا ہوں" یہ معلوم ہو چکا ہے کہ فتویٰ اس پر ہے کہ جماعتِ مسجد کی حاضری عورتوں کے لیئے مطلقاً منع ہے اگرچہ عورت بوڑھی ہو۔ اگرچہ رات کو

نکلے تو یوں ہی زیارت قبور کو نکلنے میں
سبھی عورتوں کے لیئے ممانعت ہو گی
بلکہ یہاں بدرجۂ اولیٰ ہو گی۔ (مترجم)

۱۴۔ آپ نے ایک عورت شیخ فانی[1] مرتعش سے پردے کے اندر توجہ لیتے کی ذکر کی ہے۔ اس میں کیا حرج ہے۔ جب کہ خارج سے کوئی فتنہ نہ ہو نہ اسے یہاں سے علاقہ۔

اللہ کی طرف بلانے والا صرف مرد ہی ہو سکتا ہے

(۱۵) مگر وہ جو عورت کا خلیفہ ہونا لکھا، صحیح نہیں۔ آئمہ باطن کا اجماع ہے کہ عورت داعی الی اللہ[2] نہیں ہو سکتی۔ ہاں تدابیر ارشاد کردۂ مرشد بتانے میں سفیر محض ہو تو حرج نہیں۔

امام شعرانی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں:

قَدْ اَجْمَعَ اَهْلُ الْكَشْفِ عَلٰى اشْتِرَاطِ الذُّكُوْرَةِ فِيْ كُلِّ دَاعٍ اِلَى اللهِ وَلَمْ يَبْلُغْنَا اَنَّ اَحَدًا مِنَ النِّسَآءِ السَّلَفِ الصَّالِحِ تَصَدَّرَتْ

اہل باطن کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ ہر داعی الی اللہ کے لیئے مرد ہونا شرط ہے۔ اور ہمیں ایسی کوئی روایت نہیں ملی کہ سلف صالحین کی مستورات

---

[1] شیخ فانی۔ فنا کے قریب پہنچا ہوا بوڑھا مرتعش۔ جس کو رعشہ اور برابر کپکپی کا مرض ہو

[2] داعی الی اللہ۔ اللہ کی طرف دعوت دینے والی۔ ظاہر ہے کہ اہل باطن اپنی اصطلاح میں داعی الی اللہ اس کو نہیں کہتے جس نے کسی کو نماز و روزہ یا ایمان و اسلام کی تلقین کر دی۔ یہ تو ہماری اصطلاح میں داعی و مبلّغ کہا جائے گا۔ مگر اہل باطن داعی الی اللہ اسے کہیں گے جو اپنی ہدایت و ارشاد، تربیت و تعلیم اور تزکیۂ باطن کے ذریعہ خدا تک

(باقی اگلے صفحہ پر)

لِتَرْبِيَةِ الْمُرِيْدِيْنَ اَبَدًا النَّقْصُ لِلنِّسَاءِ فِي الدَّرَجَةِ وَاِنْ وَرَدَ الْكَمَالُ فِي بَعْضِهِنَّ كَمَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ وَاٰسِيَةَ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ فَذَالِكَ كَمَالٌ بِالنِّسْبَةِ لِلتَّقْوٰى وَالدِّيْنِ لَا بِالنِّسْبَةِ لِلْحُكْمِ بَيْنَ النَّاسِ وَتَسْلِيْكِهِمْ فِي مَقَامَاتِ الْوِلَايَةِ غَايَةُ اَمْرِ الْمَرْأَةِ اَنْ تَكُوْنَ عَابِدَةً زَاهِدَةً كَرَابِعَةَ الْعَدَوِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا۔

مستورات میں سے کوئی خاتون مریدوں کی تربیت کے لیے کبھی صدرنشین ہوئی ہوں۔ کیونکہ عورتیں درجہ میں ناقص ہیں اور بعض خواتین مثلاً حضرت مریم بنت عمران اور آسیہ زوجۂ فرعون رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں جو کامل ہونے کا ذکر آیا ہے تو یہ کامل ہونا تقویٰ اور دینداری کے لحاظ سے ہے لوگوں کے درمیان حاکم ہونے اور انہیں مقامات ولایت طے کرانے کے لحاظ سے نہیں ہے۔ عورت کی غایتِ شان بس یہ ہے کہ عابدہ زاہدہ ہو۔ جیسے رابعہ عدویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ (مترجم)

وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ
وَعِلْمُهٗ جَلَّ مَجْدُهٗ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ

(بسلسلۂ صفحۂ گذشتہ) خدا تک پہنچنے کی دعوت دینے والا اور خدا تک پہنچانیوالا ہو۔ جیساکہ امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ کی عبارت سے ظاہر ہے۔ یقیناً ان کے نزدیک یہ عورت کا منصب نہیں۔ ہاں عورت کا منصب اتنا ضرور ہے کہ اپنی اولاد محارم، شوہر یا صرف عورتوں کو نیک باتوں کا حکم کرے۔ برائیوں سے روکے، البتہ نامحرموں اور عام مجمعوں سے خطاب کرنا اس کی حدود سے باہر ہے۔ ۱۲ (م)

درود شریف کے فضائل و مناقب پر ایک مدلل کتاب

آبِ کوثر

از

مفتی محمد امین صاحب مدظلہ العالی

قیمت ۳۰ روپے

روزمرہ کے دینی مسائل پر ایک جامع کتاب

اسلامی آداب و اخلاق

مجلد

مصنف

حضرت صدر الشریعۃ علامہ مولینا امجد علی قادری

زیرِ طبع

ناشر

ضیاء الدین پبلیکیشنز

کھارادر کراچی فون: ۲۳۰۳۹۵۰